



رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَسَارِقِ

جورب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان سب چیزوں کا جو انگلے درمیان ہیں اور رب ہے مشرقوں کا۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گردھی

الصَّافَاتِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نسائی میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ ہمیں ہلکی نماز پڑھنے کا حکم فرماتے تھے اور آپؐ ہمیں سورہ الصافات سے نماز پڑھاتے تھے۔

فرشتوں کی قسمیں اور قسمیں:

وَالصَّافَاتِ صَفَا (۱)

قسم ہے صاف باندھنے والے فرشتوں کی۔

فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا (۲)

پھر پوری طرح ذاتنے والوں کی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ان تین صفوں سے مراد فرشتے ہیں۔ اور بھی اکثر حضرات کا یہی قول ہے۔

حضرت قیادہ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی صفتیں آسمانوں پر ہیں۔

مسلم میں ہے حضور فرماتے ہیں:

فَلَّمَنَا عَلَى النَّاسِ بِئَلَّاثٍ:

- جَعَلْتَ صُفُوفًا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ،

- وَجَعَلْتَ لَنَا الْأَرْضَ كُلُّهَا مَسْجِدًا،

- وَجَعَلْتَ لَنَا ثُرَابَهَا طَهُورًا، إِذَا لَمْ تَجِدِ المَاءَ

بمیں سب لوگوں پر تین باتوں میں فضیلت دی گئی ہے:-

. ہماری صفتیں فرشتوں کی صفوں جیسی کی گئی ہیں۔

. ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنادی گئی ہے۔

. اور پانی کے نہ ملنے کے وقت زمین کی مشی ہمارے لئے وضو کے قائم مقام کی گئی ہے۔

مسلم میں ہے کہ ایک مرتب آپ نے ہم (جاہر بن سوراخ) سے فرمایا:

أَلَا تَصْفُونَ كَمَا تَصْفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟

تم اس طرح صفتیں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اپنے رب تعالیٰ کے سامنے صاف بستے کھڑے ہوتے ہیں۔

ہم نے عرض کیا وہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا:

يُتَمُّنَ الصُّفُوفَ الْمُتَقَدِّمَةُ، وَيَتَرَأَصُونَ فِي الصَّفَّ

اگلی صفوں کو پورا کرتے جاتے ہیں اور صفتیں بالکل مالا لیا کرتے ہیں۔

سدھی کے خود یہ ڈالنے والوں سے مراد اور بادل کوڈاٹ کر احکام دے کر ادھر سے ادھر لے جانے والے فرشتے ہیں۔

رفیق بن انس فرماتے ہیں قرآن جن چیزوں سے روکتا ہے وہ اس سے بندش کرتے ہیں۔

ذکر اللہ کی تلاوت کرنے والے فرشتے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں کے پاس لاتے ہیں جیسے فرمان ہے:

فَالْمُلْقَيَاتِ ذِكْرًا

عَذْرًا أَوْ نُذْرًا (6-77:5)

وہی اتارنے والے فرشتوں کی قسم جو عذر کونا لئے یا آگاہ کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

فَالَّالِيَاتِ ذِكْرًا (۳)

پھر ذکر اللہ کی تلاوت کرنے والوں کی۔

انَّ الْهُكْمُ لِوَاحِدٍ (۴) يَقِنًا تَمْ سَبْ كَامْعِدُوا يَكْ هِيْ هِيْ هِيْ

ان تمہوں کے بعد جس چیز پر یہ تمہیں لکھائی گئی تھیں اس کا ذکر ہو رہا ہے کہ تم سب کا معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنُهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارقِ (۵)

آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں اور مشرقوں کا رب تعالیٰ ہی ہے۔

وہی آسمان و زمین کا اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا مالک و متصرف ہے۔ اسی نے آسمان پر چاند سورج کو مسخر کر رکھا ہے۔ جو شرق سے ظاہر ہوتے ہیں، مغرب میں غروب ہوتے ہیں۔

مشرقوں کا ذکر کر کے مغربوں کا ذکر اس کی دلالت موجود ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

دوسری آیت میں بھی ذکر کر دیا ہے فرمان ہے:

رَبُّ الْمَشْرِقِينَ وَرَبُّ الْمَغْرِبِينَ (۵۵:۱۷)

وَهُرَبٌ هِيْ دُولُونُ مُشَرِّقُونَ اُور دُولُونُ مُغَرِّبُونَ کا۔

یعنی جاڑے اور گرمیوں کی طبع و غریب کی جگہ کا رب تعالیٰ ہی ہے۔

ستارے آسمان کی زینت ہیں:

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَافِرِ (۶)

ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے باروٹنے بنادیا ہے۔

وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ (۷)

اور ہم نے ہی اس کی تکہبائی کی ہے ہر شر بر شیطان سے۔

آسمان دنیا کو دیکھنے والی نگاہوں میں جو زینت دی گئی ہے اس کا بیان فرمایا۔

یہ اضافت کے ساتھ ہی پڑھا گیا ہے اور بد لیت کے ساتھ بھی معنے دلوں صورتوں میں ایک ہی ہیں۔ اس کے ستاروں کی اس کے سورج کی روشنی زمین کو جنم کا دیتی ہے جیسے اور آیت میں ہے:

وَلَقْدَ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَبِّحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَينِ وَأَعْنَدَنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (۶۷:۵)

ہم نے آسمان دنیا کو زینت دی ستاروں کے ساتھ اور انہیں شیطانوں کے لئے شیطان کے رجم کا ذریعہ بنایا

اور ہم نے ان کے لئے آگ کے جلا دینے والے عذاب تیار کر کر ہیں۔

شہاب ثاقب:

او آیت میں ہے:

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَرَسَّيْنَا لِلنَّاظِرِينَ

وَحَفَظْنَا مِنْ كُلٍّ شَيْطَنَ رَجِيمٍ

إِلَّا مَنْ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتَبْعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ (16:15-18)

ہم نے ۲ سال میں برج بنائے اور انہیں دیکھنے والوں کی ۲ تکمیل میں کھپ جانے والی چیز بنائی اور ہر شیطان رجیم سے اسے محفوظ رکھا۔ جو کوئی کسی بات کو لے کر اڑنا چاہتا ہے وہیں ایک پیر شعلہ اسکی طرف اترتا ہے۔

لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ ...

عالِم بالا کے فرشتوں کی باتوں کو سننے کے لئے وہ کان بھی نہیں لگ سکتے

... وَيُقْذِفُونَ مِنْ كُلٍّ جَانِبِ (۸)

بلکہ چاروں طرف سے ان پر شعلہ باری کی جاتی ہے۔

اور ہم نے ۲ سالوں کی خاکلت کی ہر کش شری شیطان سے اس کا بس نہیں کر فرشتوں کی باتیں سنے۔ اور جب یہ ہے تو ایک شعلہ پکتا ہے اور جلا دیتا ہے۔

یہ سالوں تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت قدری کے امور کی کسی گنتی کو وہ سن ہی نہیں سکتے۔

اس بارے کی حدیثیں ہم نے ۲ ایت حسی اذا فرع (34:23) کی تفسیر میں بیان کر دی ہیں۔

جدھر سے بھی یہ ۲ سال پر چڑھنا چاہتے ہیں وہیں سے ان پر آتش باری کی جاتی ہے۔

دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ (۹)

ان کے ہنکانے کے لئے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہیں۔

انہیں ہنکانے پس و ذلیل کرنے روکنے اور نہ آنے دینے کے لئے یہ سزا ہیان کی ہے اور آخرت کے دائمی عذاب ابھی باقی ہیں

وَأَعْذَّنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (67:5)

جو بڑے المناک دروناک اور بیکھڑاں والے ہوں گے۔

إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتَبْعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ (۱۰)

ہاں جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے جھاگے تو فوراً ہی اسکے پیچے دکھتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔

ہاں کبھی کسی جن نے کوئی کلر کسی فرشتوں کی زبان سے سن لیا اور اسے اس نے اپنے پیچے والے سے کہ دیا اور اس نے اپنے پیچے والے سے وہیں اس کے پیچے ایک شعلہ پکتا ہے کبھی تو وہ دوسرا کو پہنچا جائے اس سے پہلے ہی شعلہ اسے جلا دالتا ہے کبھی وہ دوسرا کے کافوں تک پہنچا دیتا ہے۔ لہبی وہ باتیں ہیں جو کافوں کے کافوں تک شیاطین کے ذریعے پہنچ جاتی ہیں۔

ثاقب سے مرادِ خفت تیز بہت زیادہ روشنی والا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ شیاطین پہلے جا کر آسمانوں میں بیٹھتے تھے اور وہی سن لیتے تھے۔ اس وقت ان پر تارے نہیں لوٹتے تھے۔ یہ دہاں کی وجہ سے گزر میں پڑا کرایک کی دس دس کر کے کاہنوں کے کاہنوں میں پھوٹکتے تھے۔ جب حضور اکرمؐ کو نبوت میں پھر شیاطینوں کا آسمان پر جانا موقوف ہوا۔ اب یہ جاتے ہیں تو ان پر آگ کے شعلے پھیلکتے جاتے ہیں اور انہیں جلا دیا جاتا ہے۔

انہوں نے اس فوپیدا امر کی خبر جب ابلیس ملعون کو دی تو اس نے کہا کہ کسی اہم بھے کام کی وجہ سے اس قدر احتیاط اور حفاظت کی گئی ہے۔ چنانچہ خبر رسانوں کی جماعتیں اس نے روئے زمین پر پھیلادیں۔ جو جماعت جازکی طرف گئی اس نے دیکھا کہ رسول اللہؐ نخل کی دلوں پہاڑیوں کے درمیان نماز ادا کر رہے ہیں۔ اس نے جا کر ابلیس کو یہ خبر دی۔ اس نے کہا بس یہی وجہ ہے جو تمہارا آسمانوں پر جانا موقوف ہوا۔

انسان کی پیدائش:

فَاسْتَفْتَهُمْ أَهْمُ أَشْدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا ...

ان کا فروں سے پوچھو کہ؟ یا ان کا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا جنمیں ہم نے پیدا کیا ہے!

اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو حکم دیتا ہے کہ ان مذکورین قیامت سے پوچھو تو کہ تمہارا پیدا کرنا ہم پر مشکل ہے یا آسمان و زمین فرشتے جس وغیرہ کا؟
ابن مسعود کی قرأت ام من عدداً ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ اس کا اقرار تو انہیں بھی ہے کہ پھر مرگر جینے کا انکار کیوں کر رہے ہیں؟ چنانچہ اور آیت میں ہے:

لَخْلُقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (40:57)

انسانوں کی پیدائش سے تو بہت بڑی اور بہت بھاری پیدائش آسمان و زمین کی بھی لیکن اکثر لوگ عملی بر تھے ہیں۔

... إِنَّا خَلَقْنَا هُمْ مِنْ طِينٍ لَّا زِبٌ (۱۱)

ہم نے انسانوں کو تو لمیں وارثی سے پیدا کیا ہے۔

یہاں انسان کی پیدائشی کمزوری کا ذکر ہے کہ یہ چکنی میں سے پیدا کیا گیا ہے جس میں لمیں تھا اور جو بھروسوں کو چکنی تھی۔

بَلْ عَجْبٌ وَيَسْخَرُونَ (۱۲)

بلکہ تو تعجب کر رہا ہے اور یہ سخراپن کر رہے ہیں۔

تو پوچھا جیسی تحقیقت کو پہنچ گیا ہے ان کے انکار پر تعجب کر رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدر تین تیرے سامنے ہیں اور ان کے فرمان بھی۔

وَإِذَا ذُكْرُوا لَا يَذْكُرُونَ (۱۳)

اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے یہ نہیں مانتے۔

وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَشْرُونَ (۱۴)

اور جب کسی معجزے کو دیکھتے ہیں تو نداق اڑاتے ہیں۔

وَقَالُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ (۱۵)

اور کہتے ہیں کہ یہ تو حکم کھلا جادو ہی ہے۔

أَئِذَا مِثْنَا وَكُلُّا ثُرَابًا وَعِظَامًا أُنِّيَا لَمْبَعُوثُونَ (۱۶)

کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک اور ہڈی ہو جائیں گے پھر کیا یقین ہم زندہ کے جائیں گے؟

أَوْ آبَاؤْنَا الْأُولَوْنَ (۱۷)

یا ہم سے پہلے کے ہمارے باپ دادا بھی۔

لیکن یہ تو اسے سن کر بھی اڑاتے ہیں اور اور جب کوئی واضح دلیل سامنے آ جاتی ہے تو مجزہ پن کرنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے ہم کسی طرح اسے نہیں ماننے کے کہ مر کر مٹی ہو کر پھر جی انجیں بلکہ ہمارے باپ دادا بھی دوسرا زندگی میں آ جائیں ہم تو اس کے قابل نہیں۔

فَلْ نَعَمْ وَأَنْثُمْ دَاخِرُونَ (۱۸)

تو جواب دے کے ہاں ہاں اور تم ذلیل ہو وہ گے۔

اے نبی! تم ان سے کہد و کہ ہاں تم یقیناً دوبارہ پیدا کئے جاؤ گے۔ تم ہو کیا چیز؟

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت کے مانجھت ہو۔ اس کی وہ ذات ہے کہ کسی کی اس کے سامنے کوئی ہستی نہیں۔ فرماتا ہے:

وَكُلُّ أُنَوْهٌ دَخْرِينَ (27:87)

ہر شخص اس کے سامنے عاجز ہی اور لاچاری سے حاضر ہونے والا ہے۔

اوہ ایک آیت میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَذْلُّونَ جَهَنَّمَ دَخْرِينَ (40:60)

میری عبادت سے سرکشی کرنے والے ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں جائیں گے۔

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظَرُونَ (۱۹)

وہ تو صرف ایک زور کا نعرہ ہے کہ یکا یک یہ دیکھنے لگیں گے۔

اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ جیسے تم مشکل سمجھتے ہو وہ مجھ پر تو بالکل ہی آسان ہے۔ صرف ایک آواز لکھتے ہی ہر ایک زمین سے نکل کر وہ شناکی کے ساتھ اہوال و احوال قیامت کو دیکھنے لگے گا، واللہ اعلم۔

وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَذَا يَوْمُ الدِّينِ (۲۰)

اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی بھی جزا سزا کا دن ہے۔

قیامت کے دن کفار کا اپنے تینیں ملامت کرنا اور پچھتا نا اور افسوس و حسرت کرنا بیان ہو رہا ہے کہ وہ نادم ہو کر قیامت کے وہشت خیز اور دھشت انگیز امور کو دیکھ کر کہیں گے کہ ہائے ہبھی تو روز جزا ہے۔

هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْثُمْ بِهِ ثَكَدُونَ (۲۱)

بھی فیصلہ کا دن ہے جسے تم جھٹاتے رہے۔

تو مومن اور فرشتے بطور ذلت اپت اور ندامت بڑھانے کے ان سے کہیں گے ہاں بھی تو وہ فیصلہ کا دن ہے جسے تم سچا نہیں مانتے تھے۔

اَحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ (۲۲)

خالموں کو اور ان کے ہمراہ یوں کو اور جن جن کی پرستش کرتے تھے وہ

مِنْ دُونِ اللَّهِ ...

اللہ تعالیٰ کے سوا

... فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ (۲۳)

ان سب کو جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھادو۔

اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہو گا کہ خالموں کو ان کے جو زوں کو ان کے بھائی بندوں کو اور ان جیسوں کو جا جن کرو۔ مثلاً زانیوں کے ساتھ۔ سودخوار سودخواروں کے ساتھ، شرابی شرابیوں کے ساتھ وغیرہ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ خالموں کو اور ان کی عورتوں کو لیکن یہ غریب ہے۔

مطلوب یہی ہے کہ انہی جیسوں کو اور ان کے ساتھ ہی جن بتوں کو اور جن جن کو شریک اللہ یہ مقرر کئے ہوئے تھے سب کو جن کرو۔ پھر ان سب کو جہنم کا راستہ دکھاؤ، جیسے فرمان ہے:

وَتَحْشِرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى وُجُوهِهِمْ عَمِيًّا وَبَكْمًا وَصُمًّا مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلُّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا (۱۷:۹۷)

انہیں انگلے منہ کے بل اندھے بہرے کو نگے کر کے ہم جمع کریں گے پھر ان کا شکانا جہنم ہو گا؛ جس کی ۶۴ گ

جب کبھی بکلی ہو جائے ہم اسے اور بھر کا دیں گے۔

وَقِفُوْهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ (۲۴)

اور انہیں خبر الواس لئے کہ ان سے ضروری سوال کئے جانے والے ہیں،

اور انہیں جہنم کے پاس پکھو دیتے ہو تو ان سے پوچھ پکھ کر لیں، ان سے حساب لے لیں۔
اہن ابی حاتم میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں،

جو شخص کسی کو کسی چیز کی طرف بلائے وہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا اندھے وفاگی نہ جدائی ہوگی، کوئی ایک کوہی بلایا ہو۔ پھر آپ نے اسی آہت کی تلاوت فرمائی۔

حضرت عثمان بن زائد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے انسان سے اس کے ساتھیوں کی بابت سوال کیا جائے گا۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا:

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصِرُونَ (۲۵)

کیا وجہ ہے کہ اس وقت وہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔

کیوں آج ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ تم دنیا میں کہتے پھر تے تھے کہ تم سب ایک ساتھی ہیں اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

بَلْ وَهُوَ سَبْعُ أَجْ فَرْمَابِردارِ بْنَ (۲۶)

بلکہ وہ سب کے سب ۷ اج فرمابن بردار بن گئے۔

یہ کہاں بلکہ آج تو یہ تھیا رذال پچھے اللہ تعالیٰ کے فرمابن بردار بن گئے نہ اللہ تعالیٰ کے کسی فرمان کا خلاف کریں نہ کر سکیں
نہ اس سے بھی سکیں نہ وہاں سے بھاگ سکیں۔ واللہ اعلم۔

کافروں کے جہنم میں طبقات:

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ (۲۷)

وہ ایک دوسرے کی طرف مخاطب ہو کر سوال و جواب کرنے لگیں گے۔

کافر لوگ جس طرح جہنم کے طبقوں میں جلتے ہوئے آپس میں جھگڑے کریں گے اسی طرح قیامت کے میدان میں وہ ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے۔

وَإِذْ يَحَاجُونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكَبُرُوا إِنَّمَا لَكُمْ تَبَعًا فَهُنَّ أُنْثُمْ مُغْنُونَ عَنِّا
نَصِيبًا مِنَ النَّارِ

قالَ الَّذِينَ اسْتَكَبُرُوا إِنَّمَا كُلُّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ (47-40:48)

کمزور لوگ زور اور لوگ سے کہیں گے کہ تم تو تمہارے تابع فرمان تھے کیا آج ہمیں تم تھوڑے بہت عذابوں سے چالو گے؟
وہ کہیں گے کہ تم تو تمہارے ساتھیوں اسی جہنم میں جل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے نیچے فرماتا چکا۔

جیسے اور جگہ ان کی بات چیت اس طرح منقول ہے:

وَلَوْ تَرَى إِذ الظَّالِمُونَ مَوْفُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضِ الْقَوْلَى يَقُولُ الَّذِينَ
اسْتُضْعَفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُمْ مُؤْمِنِينَ

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعَفُوا أَنْحُنْ صَدَّاقَاتُكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْثُمْ مُجْرِمِينَ
وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعَفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَا أَنْ تَكْفُرَ بِاللَّهِ وَتَجْعَلَ
لَهُ أَنَّدَادًا وَأَسْرُوا اللَّدَامَةَ لِمَا رَأَوْا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا هُلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا
مَا كَلَّا وَإِنَّمَا يَعْمَلُونَ (33-34:31)

ضعیف لوگ متکبروں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایماندار ہیں جاتے۔

وہ جواب دیں گے کیا ہم نے تم کو ہدایت سے روک دیا؟ نہیں بلکہ تم خود ہی بدکارتے۔

یہ کہیں گے بلکہ دن رات کا مکر تھا جب کتم ہمیں حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے
ساتھ خشیک مقرر کریں۔

عذاب کو دیکھتے ہی یہ سب کے سب بے طرح نادم و پیشہ مان ہو گئے لیکن اپنی تدامت کو چھپا کریں گے۔ ان
تمام کفاری گروہوں میں طوق ڈال دینے جائیں گے۔

ہاں یہ یقینی بات ہے کہ ہر ایک کو صرف اس کی کرنی بھرنی پڑے گی۔

قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْثُمْ ثَائُونَتُنَا عَنِ الْيَمِينَ (۲۸)

کہیں گے کتم تو ہمارے پاس ہماری دلائیں طرف سے آئے تھے۔

قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُوْنُوا مُؤْمِنِينَ (۲۹)

وہ جواب دیں گے کہ نہیں بلکہ تم ہی ایماندار ہے تھے۔

پس یہاں بھی بھی بیان ہو رہا ہے کہ وہ اپنے بڑوں اور سرداروں سے کہیں گے کتم ہماری وہی جانب سے آتے تھے۔ یعنی
چونکہ ہم کمزور کم حیثیت تھے اور تمہیں ہم پر تزییح تھی اس لئے تم ہمیں دباؤ کر جن سے ناحق کی طرف پھیر دیتے تھے یہ کافروں کا
مقولہ ہو گا جو وہ شیطانوں سے کہیں گے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان یہ بات چیت جنات سے کہیں گے کتم ہمیں بھلانی سے روک کر برائی پر آمادہ کرتے تھے گناہ کو مزین اور
شیریں دکھاتے تھے اور سنگی کو بری اور مشکل دکھاتے تھے جن سے روکتے تھے اور باطل پر جمادیتے تھے جب کبھی سنگی کا خیال ہمارے دل
میں آتا تھا تو تم کسی نہ کسی فریب سے اس سے روک دیتے تھے۔ اسلام ایمان و خوبی سنگی اور سعادت مندی سے تم نے ہمیں محروم کر دیا۔
تو جید سے در ذال دیا۔ ہم تمہیں اپنا خیر خواہ بکھتے رہے رازدار بنائے رہے تمہاری باتیں مانتے رہے اور تمہیں بھلا آدمی بکھتے رہے۔

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بَلْ كُنْثُمْ قَوْمًا طَاغِينَ (۳۰)

کچھ ہماری زورداری تو تم یہ تھی ہی نہیں۔ بلکہ تم خود سرکش لوگ تھے۔

فَحَقٌّ عَلَيْنَا قُولُ رَبَّنَا إِنَّا لَدَائِفُونَ (۳۱)

اب تو ہم سب پر ہمارے رب تعالیٰ کی یہ بات ثابت ہو چکی کہ ہم عذاب پہنچنے والے ہیں۔

اس کے جواب میں جنات اور انسان جتنے بھی سرداری عزت اور بڑے لوگ تھے ان نے ہم وہ دیں گے کہ اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں تھا تم خود ہی اپنے ہی تھجی تھا۔ ہمارے دل ایمان سے بھاگتے تھے اور کفر کی طرف دوڑ کر جاتے تھے۔ ہم نے تمہیں جس چیز کی طرف بلایا ہے، کوئی حق بات نہ تھی اس کی بھالانی پر کوئی دبیل تھی۔ لیکن چون تم طبعاً برائی کی طرف مائل تھے خود ہمارے دلوں میں سرکشی اور برائی تھی اس لئے تم نے ہمارا کہا مان لیا۔ اب تو ہم سب اللہ تعالیٰ کا قول ثابت ہو گیا کہ ہم یقیناً عذابوں کا مژہ پہنچنے والے ہیں۔

فَأَعْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ (۳۲)

ہم نے تمہیں گراہ کیا ہم تو خود بھی گراہ تھے۔

یہ بڑے لوگ چھوٹوں سے یہ مبتوع لوگ اپنے تابع داروں سے کہیں گے کہ ہم تو خود ہی بیکے ہوئے تھے ہم نے تمہیں بھی اپنی ذلت کی طرف بلایا تم دوڑے ہوئے گئے۔ بتاؤ اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ ہم نے تم پر کوئی ظلم و جرتو نہیں کیا؟ کیوں تم نے ہماری بات مان لی؟

فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ (۳۳)

اب آج کے دن تو یہ سب کے سب عذاب میں شریک ہیں۔

إِنَّا كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ (۳۴)

ہم گنہگاروں کے ساتھ اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

اللہ بارک و تعالیٰ فرماتا ہے پس آج کے دن یہ سب لوگ جہنم کے عذابوں میں شریک ہیں ہر ایک اپنے اعمال کی سزا بھگت رہا ہے۔ مجرموں کے ساتھ ہم اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ (۳۵)

یہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبد نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے۔

یہ منہموں کی طرح اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل نہ تھے بلکہ توحید کی آواز سے تکبر و نفرت کرتے تھے۔ رسول اللہ فرماتے ہیں:

أَمْرْتُ أَنْ أُفَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،

فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقَّهِ، وَحَسَابُهُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کرو جب تک کہ وہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نہ کہے لیں۔ جو اسے کہے لے اس نے اپنا مال اور اپنی جان بچالی۔ مگر اسلامی فرمان سے اور اس کا باطنی حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی یہی مضمون ہے اور ایک مکثیر قوم کا ذکر ہے کہ وہ اس کلمے سے روگردانی کرتے تھے۔

ابن ابی حاتم میں ابوالعلاءؓ سے مروی ہے کہ یہودیوں کو قیامت کے دن لا یا جائے گا اور اور ان سے سوال ہو گا کہ تم دنیا میں کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ کی اور عزیز کی۔ ان سے کہا جائے گا اچھا بائیکیں طرف آؤ۔

پھر نصاریوں سے یہی سوال ہو گا اور کہیں گے اللہ تعالیٰ اور مسیح کی۔ تو ان سے بھی یہی کہا جائے گا۔ پھر مشرکین کو لا یا جائے گا اور ان سے لا اله الا الله کہا جائے گا وہ تکبر کریں گے تین مرتب ایسا ہی ہو گا۔ پھر حکم ہو گا انہیں بھی باکیں طرف لے چلو۔ فرشتے انہیں پرندوں سے بھی جلدی پہنچاویں گے۔ پھر مسلمانوں کو لا یا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے رہے؟ یہ کہیں گے صرف اللہ تعالیٰ کی۔

تو ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم اسے دیکھ کر پہچان سکتے ہو؟ یہ کہیں گے ہاں۔ پوچھا جائے کہ تم کیسے پہچان لو گئے حالانکہ تم نے کبھی اسے دیکھا نہیں۔ یہ جواب دیں گے ہاں یہ تو نحیک ہے ہم جانتے ہیں کہ اس کے برابر کا کوئی نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو انہیں پہنچوائے گا اور ان کو نجات دے گا۔

وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا إِلَهَتَنَا لِشَاعِرِ الْمَجْنُونِ (۳۶)

اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دینے والے ہیں؟

یہ کلمہ توحید اور دشک سن کر جواب دیتے تھے کہ کیا اس شاعر و مجنون کے کہنے سے ہم اپنے معبودوں سے دست بردار ہو جائیں گے؟ مانا تو ایک طرف اکثر رسولؐ کو شاعر اور دیوانہ بتاتے تھے۔

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ الْمُرْسَلِينَ (۳۷)

خوبیں نہیں بلکہ نبی تو سچا دین لائے ہیں اور سب رسولوں کو سچا جانتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ان کی مکملیب کرتا ہے اور ان کی تزوید میں فرماتا ہے کہ یہ تو بالکل حق ہیں حق لے کر 24 ہیں ساری شریعت سرا سر حق ہے خبریں ہوں تب اور احکام ہوں تب۔ یہ رسولوں کو بھی سچا جانتا ہے ان رسولوں نے جو صفتیں اور پاکیز گیاں آپ کی بیان کی تھیں ان کے صحیح صدقائق آپ ہی ہیں۔ یہ بھی وہی احکام بیان کرتے ہیں جو اگلے انہیاں نے کئے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قَيلَ لِلرَّسُلِ مِنْ فَيْلَكَ (41:43)

تجھے سے وہی کہا جاتا ہے جو تجھے سے پہلے کے نبیوں سے کہا جاتا رہا۔

کفار عذاب اور منوس نعمتوں میں:

إِنَّكُمْ لَذَانُفُو الْعَذَابُ الْأَلِيمُ (۳۸)

یقیناً تم دردناک عذابوں کے مزے چکھنے والے ہو۔

وَمَا ثُجُرُونَ إِلَّا مَا كُنْثُمْ تَعْمَلُونَ (۳۹)

تمہیں اسی کا بدله دیا جائے گا جو تم کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ تم المناک عذاب چکھنے والے ہو اور صرف اسی کا بدله دینے جانے والے ہو جسے تم نے کیا وہا ہے۔ پھر اپنے مغلص بندوں کو اس سے الگ کر لیتا ہے جیسے اس آیت میں فرمایا:

وَالْعَصْرُ - إِنَّ الْإِنْسَنَ لَفِي خُسْرٍ

إِلَّا الَّذِينَ ءَامَرُوا وَعَمِلُوا الصَّلَحَتْ ... (3-103:1)

تمام انسان گھائٹے میں ہیں مگر ایسا نہ ادا نیک اعمال والے۔

اور سورہ واتین میں فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَنَ فِي أَحْسَنِ تَفْوِيمٍ

لَمْ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ

إِلَّا الَّذِينَ ءَامَرُوا وَعَمِلُوا الصَّلَحَتْ (4) (6-95:4)

تم نے انسان کو بہت اچھی پیدائش میں پیدا کیا ہے پھر اسے نیجوں سے بھی بچا کر دیا، مگر جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے۔

اور سورہ مریم میں فرمایا:

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارْدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَمَماً مَّقْضِيًّا

لَمْ نُنْجِيَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا حَيَّا (72:19-71)

تم میں سے ہر ایک جنم پر وار ہونے والا ہے یہ تو تیرے رب تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے اور یہ ضروری چیز ہے، لیکن پھر ہم متقویوں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو گرے پر چھوڑ دیں گے۔

سورہ مدثر میں ارشاد ہوا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيَّةٌ

إِلَّا أَصْحَابُ الْيَمِينِ (38) (39-74:38)

ہر شخص اپنے اعمال میں مشغول ہے۔ مگر وہ جن کے داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال آپکا۔

إِلَّا عِبَادُ اللَّهِ الْمُخْلُصُونَ (٤٠)

مَنْرَأَ اللَّهِ تَعَالَى كَخَاصٍ بِرَغْزِيْدَه بَنَدَه۔

اسی طرح یہاں پر بھی اپنے خاص بندوں کا استثناء کر لیا کہ وہ المناک عذابوں سے حساب کے شدید مصائب سے علیحدہ ہیں۔ بلکہ ان کی برائیوں سے درگزر فرمایا گیا ہے اور ان کی تجیکیاں بڑھا چڑھا کر ایک کی دس دس گنی کر کے بلکہ سات سات سو گنی کر کے بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر انہیں دی گئیں ہیں۔

أُولَئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَعْلُومٌ (٤١)

انہیں کے لئے مقررہ روزی ہے۔

فَوَآكِهُ وَهُمْ مُكْرَمُونَ (٤٢)

میوے ہر طرح کے اور وہ ذی عزت و اکرام ہیں۔

ان کے لئے مقررہ روزی ہے اور وہ قسم تم کے میوہ جات سے پہ ہے۔ وہ مخدوم ہیں ذی عزت ہیں ذی اکرام ہیں۔ باحکوم باتحہ لئے جاتے ہیں بڑی آذی بھگت ہوتی ہے بڑا ادب لاحاظہ رکھا جاتا ہے۔

فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (٤٣)

نعمتوں والی جنتوں میں۔

نعمتوں سے پہ جنتوں میں ہیں۔

عَلَى سُرُرِ مُنْقَابِلِينَ (٤٤)

تجتوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأسٍ مِنْ مَعِينٍ (٤٥)

جاری شراب کے جام کا ان پر دور چل رہا ہوگا۔

بَيْضَاءَ لَدَةٍ لِلشَّارِبِينَ (٤٦)

جو سفید اور پینے میں لذیذ ہوگی۔

لَا فِيهَا غُولٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنَزَّفُونَ (٤٧)

نہ اس سے درد سر ہوا اور نہ اس کے پینے سے بہکیں۔

وہاں کے تجتوں پر اس طرح بیٹھے ہیں کہ کسی کی پیچھے کسی کی طرف نہیں۔

بِإِنْ آيَاتِكَ طَرَحَ بِهِ

يَطْوِفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَنْ مُخَلَّدُونَ

بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأسٍ مِنْ مَعْيَنٍ

لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزَفُونَ (19-56:17)

آمد و رفت کریں گے آنکھوں اور آفتابے لے کر اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو۔ جس سے دسر میں درد ہونہ عقل میں فتوڑا ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ شراب میں چار برا بیاس ہی۔
نشہ و دردسر تھے اور پیشاپ

مگر جنت کی شراب ان تمام برائیوں سے پاک ہے دیکھو اوسورہ الصافات۔

وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الْطَّرْفِ عَيْنٌ (٤٨)

اور ان کے پاس پیچی نظروں والی بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔

ان کے پاس پیچی نکالوں والی پاک دامن عینہ حوریں ہیں۔ جن کی نگاہ اور خاوندوں کے چہرے کے سوا کبھی کسی کے چہرے پر نہیں پڑتی اور نہ پڑے گی۔

بڑی بڑی موئی موئی رسیلی آنکھیں ہیں، حسن صورت، حسن سیرت دلوں چیزیں ان میں موجود ہیں۔ جس طرح زینتی نے حضرت یوسف میں یہ دلوں خوبیاں دیکھیں۔ یہ حوریں جمال ظاہری کے ساتھ ہی باطنی خوبی بھی اپنے اندر رکھتی ہیں۔

كَائِنُنَ بَيْضٌ مَكْنُونٌ (٤٩)

الیسی جیسے چھپائے ہوئے موئی۔

ان حوروں کا مزید حسن بیان ہو رہا ہے کہ ان کا کورا کورا پنڈا اور سمجھو کا سار ٹکنگ ایسا چمک دار دل کش اور جاذب نظر ہے کہ کویا محفوظ موئی جس تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچا ہو جو سیپ سے نہ نکلا ہوئے زمانے کی ہوانہ لگی ہو جو اپنی آبداری میں بے مشل ہو۔ ایسے ہی ان کے اچھوتے پنڈے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ گویا وہ انڈے کی طرح ہیں انڈے کے اوپر کے چکلے کے نیچے اچھوتے چکلے جیسے ان کے بدن۔

ایک حدیث میں امام سلمہ کے سوال پر حسنور نے فرمایا:
حور عین سے مراد بہت بڑی آنکھوں والی سیاہ پکوں والی حوریں ہیں۔

پھر پوچھا بیض مکون سے کیا مراد ہے؟ فرمایا:
انڈے کے اندر کی سفید جملی۔

اہل جنت حیات دنیوی کا ذکر کر سیں گے:

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ (۵۰)

ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے پوچھیں گے

جب جنتی اور ہر اڑاتے ہوئے بے فکری اور فارغ البالی کے ساتھ جنت کے بلندو بالا بالا خانوں میں عیش و عشرت کے ساتھ آپس میں مل جل کر تھوڑے پر بیٹھے گائے بیٹھے ہوں گے ہزار ہاپری جمال خدام سلیقہ شماری سے کمر بستہ خدمت پر مامور ہوں جسے حکم احکام دے رہے ہوں جسے قسم قسم کے کھانے پینے پہنچنے اور جسے طرح طرح کی لذتوں سے فائدہ مندی حاصل کرنے میں صروف ہوں گے دوسراب طہور چل رہا ہو گا۔

وہاں با توں ہی با توں میں یہ ذکر نکل آئے گا کہ دنیا میں کیا کیا حال گزرے کیسے کیسے دن کئے؟

قَالَ قَابِلُ مَنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ (۵۱)

ان میں سے ایک کہے گا کہ میرا ایک ہم نشین تھا

يَقُولُ أَئِنَّكَ لَمِنْ الْمُصَدِّقِينَ (۵۲)

جو مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تو قیامت کے آئے کا یقین کرنے والوں میں ہے؟

أَئِنَّا مِثْنَا وَكُنَّا ثُرَابًا وَعِظَامًا أَئِنَّا لَمَدِيُونَ (۵۳)

کیا جب کہ ہم مرکر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے کیا اس وقت ہم جلا (زندہ کر) دیتے جانے والے ہیں؟

قَالَ هَلْ أَنْثُمْ مُطَلِّعُونَ (۵۴)

کہے گا تم چاہتے ہو کہ جما نک کرو کیوں لو؟

اس پر ایک شخص کہے گا میری سنو میرا شیطان ایک مشرک ساتھی تھا جو مجھ سے اکثر کہا کرتا تھا کہ تعجب ہے تو اس بات کو مانتا ہے کہ جب ہم مرکر مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے ہم کھوکھلی ہو سیدہ سری گلی ہڈی ہو جائیں گے اس کے بعد بھی ہم حساب کتاب جزا کے لئے اٹھائے جائیں گے۔ مجھے وہ شخص جنت میں تو نظر پڑتا نہیں کچھ عجب نہیں اگر وہ جہنم میں گیا ہو اگر چاہو تو میرے ساتھ چل کر جما نک کرو کیوں لو کہ جہنم میں اس کی کیا در غت ہو رہی ہے؟

فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ (۵۵)

جمانگتے ہی اسے تو پیچوں پیچ جہنم میں جلتا ہوا کیجھے گا

اب جو جھاکتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ شخص سرتا پا جل رہا ہے خود وہ آگ بن رہا ہے پیچ جہنم میں کھڑا ہے اور بے بھی کے ساتھ پھلک رہا ہے اور ایک اسے ہی کیا دیکھے گا بلکہ اس کو نظر آئے گا کہ تمام بڑے بڑے لوگوں سے جہنم پر ہے۔

کعب اجرا فرماتے ہیں کہ جنت سے جنتی اولگ جب بھی کسی جہنمی کو دیکھنا چاہیں و مکہ سکتے ہیں وہ اپنے دشمنوں کو جلتے بھلستے دیکھ کر خوش ہو کر شماری کرتے ہیں۔

قَالَ تَالِلَهُ إِنْ كِدْتَ لَثُرْدِينَ (٥٦)

کہے گا واللہ قریب تھا کہ تو مجھے بھی برہاد کر دے۔

وَلَوْلَا نِعْمَةً رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ (٥٧)

اگر میرے رب تعالیٰ کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں حاضر کیا گیا ہوتا۔

جنہی اسے دیکھتے ہی کہے گا کہ حضرت اپنے تواہ پھردا ذالتاہ کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے تمہارے پنج سے چھٹڑا دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم میرے شامل حال نہ ہوتا تو بڑی بری بنتی۔ اور میں بھی تیرے ساتھ کچھ کچھ میں جنم میں آ جاتا اور جلتا رہتا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے تیری تیز کامی اور چب ربانی سے مجھے عافیت میں رکھا، اور تیرے اثر سے مجھے محفوظ رکھا۔ تو نے فسوس سازی میں کوئی کمی باقی نہیں رکھی تھی۔

أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ (٥٨)

کیا یہ صحیح ہے کہ ہم مرنے والے ہی نہیں؟

إِلَّا مَوْتَنَا الْأَوَّلِيٌ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ (٥٩)

بھر پہلی ایک موت کے اور نہ ہم عذاب کئے جانے والے ہیں؟

اپ مومن ایک بات اور کہتا ہے جس میں اس کی اپنی تسلیم اور کامیابی کی خبر ہے کہ وہ پہلی موت تو مرچ کا اب دارالخلد میں ہے نہ یہاں اس پر موت ہے نہ خوف نہ عذاب ہے نہ دہال اور یہی بہترین کامیابی اور فلاح ابدی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ جنتیوں سے کہا جائے کا کہ اپنے اعمال کے بد لئے میں خوب مزے سے کھاؤ یہو۔

إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٦٠)

پھر تو ظاہر بات ہے کہ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ جنت میں مریں گے نہیں تو وہ یہ سن کر سوال کریں گے کہ کیا اب ہمیں موت تو نہیں آئے گی؟ کسی وقت عذاب تو نہیں ہو گا؟ تو جواب ملے گا نہیں ہرگز نہیں۔ چونکہ انہیں کھکا تھا کہ موت ۲ کریلہ دتیں فوت نہ کر دے۔ جب یہ اندیشہ جاتا رہا تو وہ سکون کا سائنس لے کر کہیں گے، شکر ہے یہ تو محل کامیابی ہے اور بڑی ہی مقصد و ری ہے۔

إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٦٠)

پھر تو ظاہر بات ہے کہ یہ بڑی کامیابی ہے۔

لِمَثْلُ هَذَا فَلِيَعْمَلُ الْعَامِلُونَ (٦١)

ایسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے۔

فرمایا ایسی ہی جزا اور انعام کے لئے عاملوں کو عمل کرنا چاہئے۔

دواسر انتیلیوں کی کہانی:

اس آیت کے مضمون سے ملتا جاتا ایک قصہ ہے اسے بھی سن لیجئے۔

دو شخص آپس میں شریک تھے ان کے پاس آنحضرت فیض حق ہو گئیں ایک چونکہ پیشے سے واقف تھا اور دوسرا ناواقف تھا اس لیے اس واقف کا رنے ناواقف سے کہا کہ اب ہمارا بناہ مشکل ہے ۲پ اپنا حلق لے کر الگ ہو جائیے ۲پ کام کا حلق سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ دونوں نے اپنے اپنے حصے الگ الگ کر لئے اور جدا ہو گئے۔

پھر اس پیشے والے نے باادشاہ کے مرجانے کے بعد اس کا شاہی محل ایک ہزار دینار میں خریدا اور اپنے ساتھی کو بلاکر اسے دکھایا اور کہا بتلاو میں نے کیسی چیز خریدی؟

اس نے بڑی تعریف کی اور بیہاں سے باہر چلا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا اے اللہ! اس میرے ساتھی نے تو ایک ہزار دینار کا قصر و نبیوی خرید کیا ہے اور میں تجھ سے جنت کا محل چاہتا ہوں۔ میں تیرے نام پر تیرے مسکین بندوں پر ایک ہزار دینار خرچ کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے اپنا حکم کیا۔ دعوت میں اپنے اس پر ان شریک کو بھی بلا یا اور اس سے ذکر کیا کہ میں نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے اس عورت سے شادی کی ہے۔ اس نے اس کی بھی تعریف کی۔ باہر آ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک ہزار دینار دیجئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے باراللہی! میرے ساتھی نے اتنی ہی رقم خرچ کر کے بیہاں کی ایک عورت حاصل کی ہے اور میں اس رقم سے تجھ سے جو عین کا طالب ہوں۔ اور پھر وہ رقم راہ اللہ صدقہ کرو۔

پھر کچھ مدت کے بعد اس دنیاوار نے اس کو بلا کر کہا کہ دو ہزار کے دو بائی سے تجھ سے خریدے ہیں دیکھ لو کیسے ہیں؟ اس نے دیکھ کر بہت تعریف کی اور باہر آ کر اپنی عادت کے مطابق جناب باری میں عرض کی کہ اے اللہ! میرے ساتھی نے دو ہزار کے دو بائی سے خریدے ہیں میں تجھ سے جنت کے دو بائی چاہتا ہوں اور یہ دو ہزار تیرے نام پر صدقہ ہیں۔ چنانچہ اس رقم کو مستحقین میں تقسیم کر دیا۔

پھر جب فرشتہ ان دونوں کو فوت کر کے لے گیا، اس صدقہ کرنے والے کو جنت کے محل میں پہنچایا گیا، جہاں پر ایک صین عورت بھی اسے ملی اور اسے دو بائی بھی دیئے گئے دو دفعتیں میں جنمیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ تو اسے اس وقت اپنا وہ ساتھی یاد آ گیا۔ فرشتہ نے بتایا کہ وہ تو جہنم میں ہے۔ تم اگر چاہو تو جہاں کر اسے دیکھ سکتے ہو۔ اس نے جب اسے جہنم کے اندر جاتا دیکھا تو اس سے کہا کہ قریب تھا کہ تو مجھے بھی چکد دے جاتا اور یہ تورب تعالیٰ کی مہربانی ہوئی کہ میں فتح گیا۔

حور کا درخت:

أَذْلِكَ خَيْرٌ لُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الْزَّقْوُمِ (۶۲)

کیا یہ مہماں اچھی ہے یا سیندھ کا درخت؟

جنت کی نعمتوں کا ذکر فرمائی راشاد فرماتا ہے کہ اب اوگ خود فیصلہ کر لیں کہ وہ جگد اور وہ نعمتیں بہتر ہیں یا زقوم کا درخت جو جہنم والوں کا کھانا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد خاص ایک ہی درخت ہو اور وہ تمام جہنم میں پھیلا ہوا ہو۔ جیسے کہ طوبی کا ایک درخت ہے:

وَشَجَرَةٌ تَخْرُجُ مِنْ طَورِ سَيْنَاءِ تَنْبَتُ بِالدُّهْنِ وَصَبْيَغٍ لِّلْأَكْلِينَ (23:20)

اور وہ درخت جو طور سینا پہاڑ سے نکلتا ہے جو سیل کا نام ہے اور کھانے والوں کے لئے سان ہے۔

جو جنت کے ایک ایک محل میں پہنچا ہوا ہے اور ممکن ہے کہ مراد زقوم کے درخت کی جنس ہو۔ اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے:

نَمَّ إِلَّمَنِ أَلِيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ

لَا كَلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقْوَمِ (52-56:51)

پھر تم اے گمراہ جہنم لانے والوں، البتہ کھانے والے ہو درخت حور کا،

إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ (۶۳)

جسے ہم نے تم کاروں کے لئے سخت سزا بنا کھا ہے۔

ہم نے اسے ظالموں کے لئے فتنہ بنایا ہے۔

حضرت قیادہ فرماتے ہیں شجر زقوم کا ذکر گرا ہوں کے لئے فتنہ ہو گیا۔ وہ کہنے لگے لو اور سنو! ۲۰ گ میں اور درخت ۲۱ گ تو درخت کو جلا دینے والی ہے۔ یہ نبی کہتے ہیں جہنم میں درخت اگے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں یہ درخت ۲۰ گ ہی سے پیدا ہو گا اور اس کی نذر ابھی ۲۱ گ ہی ہو گی۔

ابو جہل ملعون اسی پر نبی اُریاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں تو خوب مزے سے بکھور اور مکھن کھاؤں گا۔ اسی کا نام زقوم ہے۔ الغرض یہ بھی ایک امتحان ہے بھٹک لوگ تو اس ڈر گئے اور بروں نے اس کا مذاق اڑایا۔ جیسے فرمان ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْبِيَا الَّتِي أَرِيَتَكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْفُرْءَانِ وَنَخْوَفُهُمْ فَمَا

يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُعَيَّاتًا كَبِيرًا (17:60)

جو ہم نے تجھے وکھایا تھا وہ صرف اس لئے ہے کہ لوگوں کی آزمائش ہو جائے اور اسی لئے اس نا مبارک درخت کا ذکر بھی۔ ہم تو انہیں دھمکا رہے ہیں مگر یہ نافرمانی میں بڑھتے ہی جار ہے ہیں۔

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ (۶۴)

جو درخت جہنم کی جڑیں سے نکلتا ہے۔

طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ (٦٥)

جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں۔

اس درخت کی اصل جز جہنم ہے اس کے پتے، خوشے شاخیں بھیاں بکار اولیٰ، لمبی چوریٰ خوب دور دوستک شیطانوں کے سروں کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ کو شیطان کو بھی کسی نے دیکھا نہیں، لیکن اس کا نام سنتے ہی اس کی بد صورتی اور خباثت کا مظہر سا منہ آ جاتا ہے۔ یہی حال اس درخت کا ہے کہ دیکھنے پڑنے میں ظاہر اور باطن میں برقی چیز ہے۔

فَإِنَّهُمْ لَا يَكُلُونَ مِنْهَا فَمَا لَوْلُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ (٦٦)

جہنمی اسی درخت کو کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بوجھل کر لیں گے۔

اسی بد مظہر بد بود ذائقہ بد مردہ بد خصال تھوڑوں کو انہیں جبرا کھانا پڑے گا، اور جلوس جلوس کرنے کا کہ یہ بجائے خود ایک زبردست عذاب ہے۔ اور آیت میں ہے:

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرَبِ
لَا يُسْمَنُ وَلَا يُعْنَى مِنْ جُوعٍ (7-88:6)

اگلی خوراک وہاں صرف کانوں و ارجحور ہو گا جو انہیں فرپ کر سکتے ہو جوک رفع کر سکتے گا۔

حضورؐ نے ایک بار آیت انقو اللہ حق تقانہ کی تلاوت کر کے فرمایا:

أَنْزَقْنَاكُمْ كَمِيلَةً فِي دُنْيَاكُمْ مِّنْ أَنْوَاعِ زَمِيلَةٍ كَمِيلَةً فِي دُنْيَاكُمْ مِّنْ أَنْوَاعِ زَمِيلَةٍ
اس کا کیا حال ہو گا جس کی خوراک ہی یہی ہو؟ ترمذی

ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ (٦٧)

پھر اس پر گرم جلتے پانی کی ملوٹی ہو گی۔

ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ إِلَى الجَحِيمِ (٦٨)

پھر ان سب کا لوٹنا جہنم کی آگ کے ڈھیر کی طرف ہو گا۔

پھر اسی **زقوم** کے کھانے کے ساتھ ہی انہیں اوپر سے جہنم کا کھونا گرم پانی پالایا جائے گا یا یہ مطلب کہ اس جہنمی درخت کو جہنمی پانی کے ساتھ ملا کر انہیں کھالا یا پالایا جائے گا۔ اور یہ گرم پانی وہ ہو گا جو جہنم والوں کے زخموں سے ابھیپ وغیرہ کی خمل میں انکا ہو گا، اور جو ان کی آنکھوں سے اور پوچھیدہ راستوں سے انکا ہو گا۔

حدیث میں ہے:

جب یہ پانی ان کے سامنے لا یا جائے گا تو انہیں سخت ایذا ہو گی اور بڑی کراہیت آئے گی۔ پھر جب وہ ان کے مذکورے پاس لا یا جائے گا تو اس کی بھاپ سے ان کے چہرے کی کھال جلس کر رہ جائے گی۔ اور جب اس کا گھونٹ پیٹ میں جائے گا تو ان کی آنکھیں کٹ کر پا گانے کے راستے سے باہر آ جائیں گی۔ ابن ابی حاتم

حضرت سعید بن جنیدؑ نے اس طرح اپنی بھوک کی خلکاہت کریں گے تو **زفہ** مکالمہ دیا جائے گا جس سے ان کے چہروں کی کھالیں باکل الگ ہو کر گر پڑیں گی۔ اس طرح انہیں پہچانے والا اس میں ان کے مند کی پوری کھال دیکھ کر پہچان سکتا ہے کہ یہ فلاں ہے۔ پھر پیاس کی شدت سے بے تاب ہو کر ہائے والے پاکاریں گے تو انہیں پلٹے ہوئے تابے جیسا گرم پانی دیا جائے گا جو چہرے کے سامنے آتے ہی چہرے کے گوشت کو جلس دے گا اور تمام گوشت گر پڑے گا اور پیٹ میں جا کر آنکھوں کو کاٹ دے گا۔ اور پسے لوہے کے تھوڑے مارے جائیں گے اور ایک ایک عضو پر ان الگ الگ جھٹکے جائے گا بھری طرح پھینکتے پیٹتے ہوں گے فیصلے ہوتے ہی ان کا نجکان جہنم ہو جائے گا جہاں ان پر طرح طرح کے عذاب ہوتے رہیں گے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمَاءَنَ (55:44)

اس جہنم اور آگ جیسے گرم پانی کے درمیان چکر کھاتے رہیں گے۔

حضرت عبد اللہؓ کی قرأتؓ ثم ان مقیلہم لا الی الجھیم ہے۔

حضرت عبد اللہؓ کا فرمان ہے کہ واللہ آدھے دن سے پہلے ہی دونوں گروہ اپنی اپنی جگد پہنچ جائیں گے اور وہیں قیلوں یعنی دو پہر کا رام کریں گے قرآن بتاتا ہے:

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِنِ خَيْرٌ مُسْتَقْرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا (25:24)

جنہی باعتبار جائے قیام بہت بہتر ہوں گے اور باعتبار آرامگاہ کے بھی بہت اچھے ہوں گے۔

الفرض قیلوے کا وقت دونوں کا اپنی اپنی جگد ہو گا۔ آدھے دن سے پہلے پہلے اپنی اپنی جگد پہنچ جائیں گے۔ اس بنا پر یہاں ثم کا لفظ خبر پر خبر کے عطف کے لئے ہو گا۔

إِنَّهُمْ أَلْفُوا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ (٦٩)

یقین مانو کہ انہوں نے اپنے باپ دادوں کو بہکا ہوا پایا۔

فَهُمْ عَلَى آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ (٧٠)

اور یہ انہی کے نشان قدم پر دوڑے بھاگے چلتے رہے۔

یہ اس کا بدله ہے کہ ان لوگوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا۔ لیکن پھر بھی ان ہی کے افسوس قدم پر دوڑتے پھرے اور مجبوروں اور یہود فوں کی طرح ان کے پیچھے ہو لئے۔

اجام خیر نیکوں کا ہے:

وَلَقْدْ ضَلَّ قَبْلُهُمْ أَكْثَرُ الْأُولَئِينَ (٧١)

ان سے پہلے بھی بہت سے الگے بہک چکے ہیں۔

وَلَقْدُ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنذِرِينَ (٧٢)

جِنْ میں ہم نے ۲ گاہ کرنے والے رسول بھیجے تھے۔

گزشتہ امتوں میں بھی اکثر لوگ گم کردہ راہ تھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے تھے۔ ان میں بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ۲ تھے تھے۔ جنہوں نے انہیں ہوشیار کر دیا تھا اور ذرا بڑا دھمکا کیا تھا اور بتلا دیا تھا کہ ان کے شرک و کفر اور بخندیدب رسول سے بے طرح اللہ تعالیٰ نار پڑھے اور اگر وہ باز نہ آئے تو انہیں عذاب ہوں گے۔

(فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذِرِينَ (٧٣))

اب تو دیکھ لے کہ جنمیں وہم کا یا گیا تھا ان کا انجام کیسا کچھ ہوا؟

پھر بھی جب انہوں نے نبیوں کی نہماںی اور اعمال بد سے باز نہ آئے تو دیکھ لو کہ ان کا کیا انجام ہوا؟ تمہیں خیس کر دیجئے گئے تباہ و بر باؤ کر دیجئے گئے۔

إِنَّا عِبَادُ اللَّهِ الْمُخَلَّصِينَ (٧٤)

سَوَاءَ اللَّهُ تَعَالَى كَمْ بَرَزَ يَدُهُ مُخَلَّصُ بَنْدُولِ كَمْ

ہاں تک کا رخلوس والے اللہ تعالیٰ کے موحد بند۔ چالنے گئے اور عزت کے ساتھ رکھے گئے۔

اوپر کی آجیوں میں پہلے لوگوں کی گمراہی کا اجمالاً ذکر تھا۔ ان آجیوں میں تفصیلی بیان ہے۔

حضرت نوحؐ اپنی قوم میں سازی ہنسوساں تک رہے اور ہر وقت انہیں سمجھاتے بھاجتے رہے لیکن تاہم قوم گمراہی پر جھی رہی سوائے چند پاک ہازر لوگوں کے کوئی ایمان نہ لایا بلکہ ستارتے اور لکھنیں دیتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے رسول نے تجھ ۲ اکرب تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! میں عاجز ۲ گیا تو میری مدد کر۔ غضب اللہ ان پر نازل ہوا اور تمام کفار کو تباہ اور غرقاً بکردا۔

وَلَقْدُ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمُ الْمُجِيِّبُونَ (٧٥)

تمہیں نوح نے پکارا تو دیکھ لو کہ ہم کیسے اپنے دعا کے قبول کرنے والے ہیں۔

وَتَجَيَّنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ (٧٦)

ہم نے اسے اور اس کے تابع داروں کو اس زبردست مصیبت سے بچالیا۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ (٧٧)

اس کی اولاد کو ہم نے باقی رہنے والی ہناوی۔

تو فرماتا ہے کہ نوح نے تجھ ۲ اکر بھاری جناب میں دعا کی۔ ہم تو یہی بہترین طور پر دعاوں کے قبول کرنے والے۔ فوراً ان کی دعا قبول فرمائی۔ اور اس بخندیدب دایدا سے جو انہیں کفار سے روزمرہ ہٹکنی رہی تھی ہم نے بچالیا۔ اور ان ہی کی اولاد سے پھر دنیا بھی کیونکہ وہی باقی نہیں تھے۔

حضرت قیادہ فرماتے ہیں کہ تمام لوگ حضرت نوحؑ کی اولاد میں سے ہیں۔

ترمذی کی مرفوع حدیث میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ سامِ حام اور یافث کی پھرا اولاً و پھری اور باقی رہی۔

مند میں یہ بھی ہے کہ سام پورے عرب کے ہاپڑے ہیں اور حام تمام جوش کے اور یافث تمام روم کے۔ اس حدیث میں روئیوں سے مراد روم اول یعنی یونانی ہیں، جورومی بن لیطی بن یونان بن یافث بن نوح کی طرف منسوب ہیں۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ (۷۸)

اور ہم نے اس کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔

حضرت نوحؑ کی بھائی اور ان کا ذکر خیران کے بعد کے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندہ رہا۔

تمام انبیاءؐ کی حق گوئی کا نتیجہ بھی ہوتا ہے۔ ہمیشہ ان پر لوگ سلام بھیجتے ہیں گے اور ان کی تعریف بیان کرتے رہتے ہیں گے۔

سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ (۷۹)

نوح پر تمام جہانوں میں سلام ہو۔

حضرت نوح پر سلام ہوا یہ کویا اگلے جملے کی تفسیر ہے۔ یعنی ان کا ذکر بھائی سے باقی رہنے کے معنی یہ ہیں کہ ہرامت ان پر سلام بھیجنی رہتی ہے۔

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (۸۰)

ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلتے دیتے ہیں۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۸۱)

وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔

ہماری یہ عادت ہے کہ جو شخص خلوص کے ساتھ ہماری عبادت و اطاعت پر جم جائے ہم بھی اس کا ذکر حتمیں بعد والوں میں ہمیشہ کے لئے باقی رکھتے ہیں حضرت نوحؑ یقین و ایمان رکھنے والوں اور توحید پر جم جانے والوں میں سے تھے۔

ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخِرِينَ (۸۲)

پھر ہم نے باقی کے سب لوگوں کو ڈبو دیا۔

حضرت نوحؑ اور دعوت نوح کو قبول کرنے والوں کا توہین انجام خیر ہوا لیکن نوحؑ کے مخالفین غارت اور غرق کر دیئے گئے۔ ایک آنکھ جھپکنے والی ان میں باقی نہ پچی۔ ایک خبر رسائیک زندہ نہ رہا اور نشان تک باقی نہ بچا۔ ہاں ان کی بدیاں اور برائیاں رہ گئیں جنکی وجہ سے مخلوق کی زبان پر ان کے بدترین افسانے چڑھ گئے۔

حضرت ابراہیم کا ذکر:

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لِإِبْرَاهِيمَ (۸۳)

نوح کی تابعداری کرنے والوں میں سے ہی ابراہیم بھی تھے۔

حضرت ابراہیمؑ بھی نوحؐ کے دین پر تھے انہی کے طریقے اور چال چلن پر تھے۔

إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (۸۴)

جب کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس بے عیب دل لائے۔

اپنے رب تعالیٰ کے پاس سلامت دل لے گئے یعنی توحید والا جو اللہ تعالیٰ کو حق جانتا ہو، قیامت کو آنے والی ماہتا ہو۔ مردوں کو دوبارہ چینے والا سمجھتا ہو شرک و کفر سے بیزار ہو دوسروں پر لعن طعن کرنے والا ہے ہو۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ (۸۵)

انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس کو پونج رہے ہو؟

أَنْفَكًا إِلَهَةً دُونَ اللَّهِ ثُرِيدُونَ (۸۶)

کیا تم اپنی فاسد رائے سے اللہ تعالیٰ کے سواد و رسول کے مرید بن رہے ہیں؟

فَمَا ظَلُّمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (۸۷)

تو یہ تو بتلا و کہم نے رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے؟

غایل اللہ نے اپنی تمام قوم سے اور اپنے نئے نئے باپ سے صاف فرمادیا کہ یہ تم کس کی پوچھا پاٹ کر رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ کے سواد و رسول کی بندگی چھوڑ دو اپنے ان باطل مجبودوں کی ارادت ترک کر دو۔ ورنہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ کیا پکھنہ کرے گا اور تمہیں کیسی کچھ سخت ترین سزا کیں دے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کا بتاؤں کو توڑنا:

فَنَظَرَ نَظَرَةً فِي النُّجُومِ (۸۸)

اب ابراہیم نے ایک نگاہ ستاروں کی طرف ماری۔

فَقَالَ إِلَيْيَ سَقِيمٍ (۸۹)

اور کہا کہ میں تو یہاں ہو جاؤں گا۔

فتولو اعنہ مُدْبِرینَ (۹۰)

اس پر وہ سب اس سے منہ موڑے ہوئے واپس چلے گئے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ جب اپنے میلے میں چلے جائیں تو یا ان کے عبادت خانے میں تھمارہ جائیں اور انکے ہتوں کو توڑنے کا تھامی میں موقول جائے۔ اس لئے ایک ایسی بات کی جو درحقیقت پیشی تھیں انکی سمجھیں جو مطلب اس کا آیا اس سے آپ نے اپنا دینی کام نکال لیا۔ وہ تو اپنے اعتقاد کے بھو جب حضرت ابراہیمؑ کو حق پیش کر سمجھی تھیں اور انہیں چھوڑ کر چلتے ہے۔

حضرت قادہؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی امر میں غور و فکر کرے تو عرب کہتے ہیں اس نے ستاروں پر نظریں ڈالیں۔ مطلب یہ ہے کہ غور و فکر کے ساتھ ستاروں کی طرف نکاہ اٹھائی اور سوچنے لگے کہ میں انہیں کس طرح نالوں؟ سوچ سمجھ کر فرمایا کہ میں **ستقیم** ہوں یعنی ضعیف ہوں۔

ایک حدیث میں آیا ہے:

لِمْ يَكُذِّبُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ غَيْرَ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ:
ثَلَاثَنِينَ فِي ذَاتِ اللَّهِ تَعَالَى، قَوْلُهُ: إِنَّى سَقِيمٌ : وَقَوْلُهُ بْنُ فَعْلَةُ كَبِيرُهُمْ هَذَا
وَقَوْلُهُ فِي سَارَةٍ: هِيَ أَخْتَي

حضرت ابراہیمؑ نے صرف تین ہی جھوٹ بولے ہیں جن میں سے دو مرتبہ تو اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جن میں ایک بار ان کا فرماناتالی **ستقیم**

اور دوسرا۔ ان کا فرماناتالی فعلہ کبرهم هذا
اور انکا حضرت سارہ کو اپنی بین کہنا۔

تو یاد رہے کہ دراصل ان میں حقیقی جھوٹ ایک بھی نہیں۔ انہیں تو صرف مجازا جھوٹ کہا گیا ہے۔ کلام میں ایسی تعریض کسی شرعی مقصد کے لئے کرنا جھوٹ میں داخل نہیں۔ جیسے کہ حدیث میں ہے: تعریض جھوٹ سے الگ ہے اور اس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

حضرت خلیلؑ کے ان تینوں کلمات میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس سے حکمت عملی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی بھلائی مقصود نہ ہو۔ حضرت حسن بصریؓ فرماتے ہیں جب آپؑ کی قوم میلے میں جانے لگی تو آپؑ کو بھی چھوڑ کر نے لگی۔ آپؑ ہٹ گئے اور فرمادیا کہ میں **ستقیم** ہوں اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ جب وہ انہیں تھا چھوڑ کر چل دیئے تو آپؑ نے پر فرا غافت ان کے معبدوں کے کنارے کنارے کر دیئے۔ وہ توبہ اپنی عید میں گئے اور آپؑ چکپے چکپے اور جلدی جلدی ان کے ہتوں کے پاس آئے۔ پہلے تو فرمایا کیوں جی تم کھاتے کیوں نہیں؟

فَرَاغٌ إِلَى الْهَتَّمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ (۹۱)

اب خاموشی کے ساتھ ان کے معبدوں کے پاس گئے اور فرمانے لگئے تم کھاتے کیوں نہیں
یہاں آ کر اللہ کے طیلیں نے دیکھا کہ جو چڑھا وے ان لوگوں نے ان بتوں پر چڑھا رکھے ہیں وہ سب رکھے ہوئے
تھے۔ ان لوگوں نے مبارک کی غرض سے جو قربانیاں یہاں کی تھیں وہ سب یونہی پڑی ہوئی ہیں۔

یہ بہت خانہ بہت بڑا وسیع اور مزین تھا۔ دروازے کے متصل ایک بہت بڑا بہت تھا اور اس کے اروگروں سے چھوٹے پھر
ان سے چھوٹے یونہی تمام بہت خانہ بھرا ہوا تھا۔ ان کے پاس مختلف قسم کے کھانے رکھے ہوئے تھے جو اس اعتقاد سے
رکھے گئے تھے کہ یہاں رہنے سے مبارک ہو جائیں گے پھر تم کھالیں گے۔

مَا لَكُمْ لَا تَنْطِفُونَ (۹۲)

تمہیں کیا ہو گیا کہ بات تک نہیں کرتے؟

فَرَاغٌ عَلَيْهِمْ ضَرَبًا بِالْيَمِينِ (۹۳)

پھر تو پوری قوت کے ساتھ دا گیس با تھے سے انہیں مارنے پر پل پڑے۔

اب راجیم نے اپنی بات کا جواب نہ پا کر پھر فرمایا یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ بولتے کیوں نہیں؟ اب تو پوری قوت سے دا گیس
با تھے سے مار مار کر ان کے نکوڑے نکوڑے کر دیئے ہاں ہر بڑے بہت کوچھوڑ دہاتا کہ اس پر بدگمانی کی جائے جیسے سورہ انعامہ
میں گزر چکا ہے اور وہیں اس کی پوری تفسیر بھی یہاں ہو چکی ہے۔

فَاقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزْفُونَ (۹۴)

بت پرست دوزے بھاگے اپ کی طرف متوجہ ہوئے

بت پرست جب اپنے میلے سے واپس ہوئے اور بت خانے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ان کے سب رب از نگ بونگ
پڑے ہوئے ہیں، کسی کا با تھے نہیں، کسی کا پاؤں نہیں، کسی کا سر نہیں، کسی کا دھڑ نہیں۔ حیران ہو گئے کہ یہ کیا ہوا؟ ۲۰ غرسوں
سمجھ کر بحث مبارکب شکے بعد معلوم کر لیا کہ ہونہ ہو یہ کام ابراہیم کا ہے۔

اب سارے کے سارے مل جل کر طیلیں الرحمن والغفران کے پاس دوزے بھاگے دانت پیتے تملاتے گئے۔

قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِثُونَ (۹۵)

تو اپ نے فرمایا کیا تم انہیں پوچھتے ہو جنہیں خود تم تراشتے ہو۔

وَاللَّهُ خَلَقْتُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (۹۶)

حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔

غلیل۔ کو تبلیغ کا اور انہیں قائل معمول کرنے کا اور سمجھانے کا اچھا موقع مانتا فرمائے گئے کیوں ان چیزوں کی پرستش کرتے ہو جنہیں تم خود بناتے ہو۔ اپنے ہاتھوں گھڑتے اور تراشتے ہو حالانکہ تمہارا اور تمہارے اعمال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

فَالْأُولُوُا لِهُ بُنْيَاً فَلَأْلُوُهُ فِي الْجَحِيمِ (۹۷)

وہ کہنے گے اس کے لئے ایک آتش کدہ بناو اور اس دیکتی ہوتی آگ میں اسے ڈال دو۔

فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ (۹۸)

انہوں نے تو ابراہیمؐ کے ساتھ کمر کرنا چاہا لیکن ہم نے انہی کو بچ کر دیا۔

چونکہ اس پاک و صاف بات کا کوئی جواب ان کے پاس نہ تھا جگہ آکر دشمنی پر اور ظلم پن پر اتر آئے اور کہنے لگے ایک بھاڑ بناو اس میں آگ جاؤ اور اس کو اس میں ڈال دو۔ چنانچہ یہی انہوں نے کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے غلیلؐ کو اس سے نجات دی۔ ان ہی کو غائب دیا اور انہی کی مدد فرمائی۔ گو انہوں نے ان کو برائی پہچانی چاہی لیکن اللہ تعالیٰ نے خود انہیں دلیل کر دیا۔

اس کا پورا بیان اور مکمل تفسیر سورہ انبیاء میں گزر چکی ہے۔

حضرت ابراہیمؐ کا حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنا:

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِنِي (۹۹)

ابراہیمؐ نے گہماں تو بھرت کر کے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔

غلیل اللہ جب اپنی قوم کی ہدایت سے مایوس ہو گئے۔ بڑی بڑی قدر تی نٹا نیاں دیکھ کر بھی جب انہیں ایمان نصیب نہ ہو تو اپنے ان سے علیحدہ ہو جانا پسند فرمایا اور اعلان کر دیا کہ میں اب تم میں سے بھرت کر جاؤں گا۔ میرا رہنمای میر ارب تعالیٰ ہے۔

رَبٌّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (۱۰۰)

اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرم۔

فَبَشَّرْتُهُ بِعُلَامَ حَلَيمَ (۱۰۱)

تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی۔

ساتھ ہی اپنے رب تعالیٰ سے اپنے ہاں اولاد ہونے کی دعا مانگی تاکہ وہی توحید میں آپ کا ساتھ دے۔ اسی وقت دعا قبول ہوتی ہے اور ایک بردبار بچے کی بشارت دی جاتی ہے۔ یہ حضرت اسماعیلؑ تھے یہی اپنے کے پہلے صاحبزادے تھے اور حضرت امتحن سے بڑے تھے۔ اسے قوابل کتاب بھی مانتے ہیں۔ بلکہ ان کی کتاب میں موجود ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی پیوں اکش کے وقت حضرت ابراہیمؐ کی عمر چھیسا سال کی تھی اور جس وقت حضرت امتحن تولد ہوئے اس وقت اپنے کی عمر ننانوے برس تھی۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعْهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنْيَ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى...

پھر جب بچہ اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے تو ابراہیمؑ نے کہا میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے تینیں بچے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں! اب تو تنا کہ تمہری کیا رائے ہے!

اب حضرت اسماعیلؑ بڑے ہو گئے اپنے والد کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے۔ آپ اس وقت مع اپنی والدہ محترمہ کے فاران میں تھے۔ حضرت ابراہیمؑ عموماً وہاں آئے جاتے رہتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا کہ کویا آپ اپنے پیارے بچے کو ذبح کر رہے ہیں۔ انہا، کے خواب وہی ہوتے ہیں اور اس کی دلیل بھی آیت ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے رسول نے اپنے لخت جگری آزمائش کے لئے اور اس لئے بھی کہ اچاک ذبح کرنے سے وہ گجرانہ جائیں اپنا ارادہ اور روایہ صادق ان پر ظاہر کیا، وہاں کیا تھا وہ بھی اسی درخت کے پہل تھے۔ نبی اہن نبی تھے۔

قَالَ يَا أَبَتِ افْعُلْ مَا ثُوْمَرُ سَتَجْدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (۱۰۲)

بیٹے نے جواب دیا کہ لا! جو حکم کیا جاتا ہے اسے بجالائیے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

جواب دیتے ہیں ابا پھر دیر کیوں لگا رہے ہوئے یہ باتیں بھی پوچھنے کی ہوتی ہیں؟ جو حکم ہوا ہے اسے فوراً کروالئے اور اگر میری نسبت کھلا ہو تو زبانی طینان کیا کرو اس چھری رکھنے معلوم ہو جائے گا کہ میں کیسا پچھھا صابر ہوں۔

فَلَمَّا أَسْلَمَاهُ وَتَلَهُ لِلْجَبَنِ (۱۰۳)

غرض جب دونوں نے تسلیم کر لی اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرا دیا۔

ان شاء اللہ میرا صبر آپ کا جی خوش کر دے گا۔ سبحان اللہ جو کہا تھا وہی کر کے دکھایا اور صادق ان واحد ہونے کا سریشیکیت اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لیا۔ اخرباپ بیٹا دونوں حکم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے جان بکف تیار ہو جاتے ہیں۔ باپ بچے کو ذبح کرنے کے لئے اور پچھرہ ادا اللہ میں اپنے باپ کے ہاتھوں اپنا گلا کوئنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور باپ اپنے تور پیشم لخت جگر کو منہ کے بل زمین پر گراتے ہیں تاکہ ذبح کے وقت من دیکھ کر محبت نہ آجائے اور ہاتھ سست نہ پڑا ہ جائے۔

مسند احمد میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے فور نظر کو ذبح کرنے کے لئے بھرم اللہ تعالیٰ لے چلے تو سعی کے وقت شیطان سامنے آیا۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ اس سے آگے بڑا ہ گئے۔ پھر حضرت جرج میلؑ کے ساتھ آپ جمرہ عقبہ پر پہنچے تو پھر شیطان سامنے آیا آپ نے اس کے سات کنکریاں ماریں۔ پھر جمرہ و سعی کے پاس آیا پھر وہاں سات کنکریاں ماریں۔ پھر آگے بڑا ہ کر اپنے پیارے بچے کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنے کے لئے دے پچھاڑا اور ذبح اللہ کے جسم پر اس وقت سفید چادر تھی۔ کہنے لگے کہ ابھی اسے اتار دیجئے تاکہ اس میں آپ مجھے کفنا سکیں۔

وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ (۱۰۴)

توَهْمَ نَزَّ أَوْزُدِي كَمَا إِبْرَاهِيمَ!

قدْ صَدَقَتِ الرُّؤْيَا ...

يَقِينًا تُوْنَى أَپَنِ خَوَابَ كُوْسَحَا كَرْدَكَهَا،

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (١٠٥)

ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ (١٠٦)

وَرَحْقِيقَتِ يَكْلَالُ امْتِحَانٍ تَحَا.

آہاس وقت بیٹے کو بھاگ کرتے ہوئے باپ کا عجیب حال تھا کہ آواز آئی بس ابراہیم خواب سچا کر چکے۔ مزکر دیکھا تو ایک بھیڑا سفید رنگ بڑے بڑے سینگلوں اور صاف آنکھوں والا نظر پڑا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اسی لئے ہم اس قسم کے میمند ہے چون چن کر قربانی کے لئے لیتے تھے۔

ظلیل اللہ کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہوتا ہے اور پھر ذبح سے پہلے ہی فدیئے کے ساتھ منسوب کر دیا جاتا ہے۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ صبر کا اور بجا آوری حکم پر مستعدی کا ثواب مرحمت فرمادیا جائے اسی لئے ارشاد ہوا یہ تو صرف آزمائش تھی، کلنا امتحان تھا کہ ادھر حکم ہوا اور ہر تیاری ہوئی۔ اسی لئے ظلیلؑ کی تعریف میں قرآن میں ہے:

وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَى (٥٣:٣٧)

ابراہیم بڑا ہی وفادار تھا۔

وَفَدِيَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ (١٠٧)

اور ہم نے ایک بڑا ذبح اس کے فدیئے میں دیا۔

بڑے ذبح کے ساتھ ان کا فدیئہ ہم نے دیا۔ سفید رنگ بڑی آنکھوں اور بڑے سینگلوں والا عمدہ خواراک سے پلا ہوا بھیرا فدیئے میں دیا گیا جو شیر میں بول کے درخت سے بندھا ہوا ملا جو جنت میں چالیس سال چلتا رہا۔

منی میں شیر کے پاس جو چنان ہے اس پر یہ جانور ذبح کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مقام ابراہیم پر اسے ذبح کیا اور کوئی کہتا ہے منی میں مخ پر۔

مسنад میں ہے کہ حضرت عثمانؓ بولا کر حضور نے فرمایا:

إِلَيْكُلْتُ رَأَيْتُ قَرْنَيِ الْكَبِشَ حِينَ دَخَلْتُ الْبَيْتَ فَسَسِيتُ أَنْ أَمْرَكَ أَنْ تُخْمَرَ هُمَا فَخَمَرَ هُمَا، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يَشْغُلُ الْمُصْلِي

میں نے بھیرے کے سینگ بیت اللہ میں داخلے کے وقت اندر دیکھے تھے اور مجھے یاد نہ رہا کہ میں تجھے ان کے ذھاگ میں نے کامک دوس۔ جاؤ اسے ذھاگ دو۔ بیت اللہ میں کوئی ایسی بھیز نہ ہوئی چاہئے جو نمازی کو اپنی طرف متوجہ کرے۔

حضرت سفیان فرماتے ہیں اس بحیرے کے سینگ بیت اللہ میں ہی رہے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ بیت اللہ میں ۲ گلگ
گئی اس میں وہ جل گئے۔

یہ واقعہ اس امر کی دلیل ہے کہ ذیح اللہ حضرت اسماعیل سنتے اسی وجہ سے ان کی اولاد قریبیں تک یہ سینگ برابر و راشنا چلے
جائے یہاں تک کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے مسح و فرمایا و اللہ اعلم۔

وَرَكِنْتَ عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ (۱۰۸)
اور ہم نے ان کا ذکر خیر پھولوں میں باقی رکھا۔

سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ (۱۰۹)
ابراہیم پر سلام ہو۔

اور ان کے بعد والوں میں بھی ان کا ذکر خیر اور شنا و صفت باقی رکھی کہ ہر زیان ان پر سلام پڑھتی ہے۔

كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (۱۱۰)
ہم نیک کاروں کو اسی طرح بدلتے ہیں۔

ہم نیک کاروں کا یونہی اور ایسے ہی بد لے دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مومن بندے ہیں۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۱۱۱)
بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا۔

وَبَشَّرَنَا هُنَّا يَاسْحَقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ (۱۱۲)
ہم نے اس کو الحلق نبی کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے ہوگا۔

پہلے ذیح اللہ حضرت اسماعیل کے تولد ہونے کی بشارت دی گئی تھی۔ یہاں اس کے بعد ان کے بھائی حضرت الحلق کی
بشارت دی جا رہی ہے۔ سورۃ ہود اور سورۃ حجر میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔
نَبِيًّا حال مقدراہ ہے یعنی نبی صالح ہوگا۔

وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَى إِسْحَاقَ
اور ہم نے ابراہیم والحق پر برکتیں نازل فرمائیں،

وَمَنْ ذُرَّ إِلَيْهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ (۱۱۳)

ان دونوں کی اولادوں میں بعض تو نیک بخت ہیں اور بعض اپنے نفس پر صریح خللم کرنے والے ہیں۔

ان پر اور الحنف پر ہماری برکتیں نازل ہوئیں۔ ان کی اولاد میں ہر قسم کے لوگ ہیں، نیک بھی بد بھی۔ جیسے حضرت نوحؐ سے فرمان ہوا تھا:

**قَبْلَ يُثُونَ أَهْبِطْ بِسْلَمْ مَنَا وَبَرَكَتِ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَّةٍ مَمَّنْ مَعَكَ وَأُمَّةٌ سَلَّمُوهُمْ ثُمَّ يَمْسُهُمْ مَنَا
عَذَابُ الْيَمِّ (11:48)**

اے نوح! ہمارے سلام اور برکت کے ساتھ تو آڑا تو بھی اور اور تیرے ساتھ والے بھی اور ایسے بھی لوگ ہیں جنہیں تم فائدہ پہنچائیں گے۔ پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچیں گے۔

حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا ذکر:

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ (114)

یقیناً ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ پر بہت بڑا احسان کیا۔

وَتَجَيَّنَا هُمَا وَقَوْمُهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ (115)

اور انہیں اور انکی قوم کو بہت بڑے دکھ درد سے نجات دے دی۔

وَنَصَرْتَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ (116)

اور ان کی مدد کر کے ان ہی کو غالب کر دیا۔

وَآتَيْنَا هُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ (117)

اور ہم نے انہیں واضح اور روشن کتاب دی۔

وَهَدَيْنَا هُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (118)

اور انہیں سیدھے راستہ پر قائم رکھا۔

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ پر اپنی نعمتیں جتارہا ہے کہ انہیں نبوت دی۔ اور انہیں مع انکی قوم کے فرعون جیسے طاقتوروں سے نجات دی۔ جس نے انہیں بری طرح پست و ذلیل کر کر کھاتا۔ ان کے بچوں کو قتل کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو رہنے دیتا تھا ان سے ذلیل خدمات لیتا تھا اور بے حیثیت بنا رکھتا۔ ایسے بدترین دشمن کو ان کے سامنے بلاک کیا۔ انہیں اس پر غالب کر دیا۔ ان کی زمین اور زر کے یہ مالک بن گئے۔ پھر حضرت موسیٰؑ کو واضح اور جلی روشن اور بین کتاب عنایت فرمائی۔

وَلَقَدْ أَنْتَاهَا مُوسَىٰ وَهَرُونَ الْفُرْقَانَ وَضَيَّأَهُ (21:48)

جو حق و باطل میں فرق و فیصلہ کرتے والی اور نور و بدایت والی تھی۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ (119)

اور ہم نے ان دونوں کے لئے پیچھے آنے والوں میں یہ بات باقی رکھی۔

سَلَامٌ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ (۱۲۰)

کے موئی اور ہارون پر سلام ہو۔

اور ان کے بعد والوں میں بھی ان کا ذکر خیر اور شفاء و صفت باقی رکھی، کہ ہر زیان ان پر سلام پڑھتی ہے۔

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (۱۲۱)

ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بد لے دیا کرتے ہیں۔

إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۱۲۲)

یقیناً یہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

ہم نیک کاروں کا یونہی اور ایسے ہی بد لے دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مومن بند ہیں۔

حضرت الیاسؑ کا ذکر:

وَإِنَّ إِلِيَّاَسَ لَمِنْ الْمُرْسَلِينَ (۱۲۳)

بے شک الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ الیاس نام تھا حضرت اور لیںؑ کا۔

وہ بہ کہتے ہیں کہ انکا سلسلہ نسب یوں ہے الیاس بن نبی بن فحاص ابن عیسراء بن ہارون بن عمران۔

جز قلیل کے بعد یعنی اسرا میل میں بھیجے گئے تھے۔ وہ لوگ بعل نامی بت کے پچاری بن گئے انہوں نے دعوتِ اسلام دی۔ ان کے پادشاہ نے ان کی دعوت کو قبول بھی کر لیا لیکن پھر مرتد ہو گیا اور لوگ بھی سرکشی پر تکارے ہے اور ایمان لانے سے انکا کرد یا۔ آپ نے ان کے لئے بد دعا کی۔ تین سال تک بارش نہ ہوئی۔ اب تو یہ چک گئے اور فتحیں کھا کر اقرار کیا کہ آپ دعا کیجئے باش کے ہوتے ہیں ہم آپ کی نبوت پر ایمان لا سکیں گے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے یہ مدرسائیں لیکن یہ کفار اپنے وعدے سے پھر گئے اور اپنے کفر پر از گئے۔ آپ نے یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی طرف لے لے۔

ان کے ہاتھوں تھے حضرت بیان بن الخطوبؓ پلے تھے۔ حضرت الیاسؑ کی اس دعا کے بعد انہیں حکم ملا کہ وہ ایک جگہ جائیں اور وہاں انہیں جو سواری ملے اس پر سوار ہو جائیں۔ وہاں آپ گئے ایک نوری گھوڑا دکھائی دیا جس پر سوار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی نورانی کروایا اور اپنے پروں سے فرشتوں کے ساتھ ازنے لگے اور ایک انسانی فرشتہ زینی اور آسمانی بن گئے۔ اس کی صحت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَشْفُونَ (۱۲۴)

جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے ذرتے نہیں ہو۔

حضرت الیاس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ذرتے نہیں ہو کہ اس کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہو؟ اہل بھن اور قبید از دشنه رب کو بھل کرتب تھے ابھل نامی جس بنت کی یہ پوچھا کرتے تھے وہ ایک عورت تھی۔ ان کے شہر کا نام بھی علبک تھا۔

أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ (۱۲۵)

کیا تم بعل نامی بنت سے دعا کئی کرتے ہو اور رب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟

وَاللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأُولَى (۱۲۶)

جو اللہ تعالیٰ تم ہمارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پانہوار ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت الیاسؑ فرماتے ہیں کہ تمہارے کو جھوڑ کر جو خالق کل ہے اور ہترین خالق ہے ایک بنت کو پونج رہے ہو اور اس کو پکارتے رہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تم سب کا اور تم سے اگلے تمہارے باپ دادوں کا رب تعالیٰ ہے وہی صفتی عبادت ہے۔ اس کے سوا کسی قسم کی عبادت کسی کے لائق نہیں۔

فَكَذَبُوهُ فِإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ (۱۲۷)

لیکن قوم نے انہیں جھٹالا یا پس وہ عذابوں میں حاضر کئے جائیں گے

إِنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ (۱۲۸)

سوائے اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں کے۔

لیکن ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کی اس صاف اور خیر خواہ نسبتی کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں عذاب پر حاضر کر دیا کہ قیامت کے دن ان سے زبردست ہاز پرس اور ان پر محنت عذاب ہوں گے۔ ہاں ان میں سے جو تو جید پر قائم تھے وہ بچ رہیں گے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ (۱۲۹)

ہم نے الیاس کا ذکر خیر پچھلوں میں بھی باقی رکھا۔

سَلَامٌ عَلَى إِلْ يَاسِينَ (۱۳۰)

کہ الیاس پر سلام ہو۔

ہم نے حضرت الیاس کی ثنا بھیل اور ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھا کہ ہر مسلم کی زبان سے ان پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (۱۳۱)

ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدله دیتے ہیں۔

إِنَّهُ مِنْ عَبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۱۳۲)

بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔

ہم نیک کاروں کا یونہی اور ایسے ہی بد لے دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مومن بندے ہیں۔

حضرت لوطؑ کا ذکر:

وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ (۱۳۳)

بے شک لوطؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے۔

إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ (۱۳۴)

ہم نے انہیں اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی،

إِنَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ (۱۳۵)

بجر اس بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں رہ گئی۔

ثُمَّ دَمَرْنَا الظَّاهِرِينَ (۱۳۶)

پھر ہم نے سب کو ہلاک کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول حضرت لوطؑ کا بیان ہوا ہے کہ انہیں بھی ان کی قوم نے جھٹالا یا جس پر اللہ تعالیٰ کے عذاب بر سر پڑے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت لوطؑ کو من ان کے گھروں والوں کے نجات دے دی۔ لیکن ان کی بیوی غارت ہوتی تھی اور ساری قوم بھی جاہ ہوتی۔

وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ (۱۳۷) ... وَبِاللَّيلِ ...

اور تم تو صبح ہونے پر ان کی بستیوں کے پاس سے گزرتے تھے۔ اور رات کو بھی۔

تم قسم کے عذاب ان پر آئے اور جس چگد وہ رہتے تھے وہاں ایک بد بودا رجیل ہن گئی۔ جس کا پانی بد مزہ اور بد بودا رہ رنگ ہے۔ جو عین آمد و رفت کے راستے میں ہی پڑتی ہے۔ تم تو ان راست وہاں سے آتے جاتے رہتے ہو اور اس خوفناک منتظر اور بھیا نک مقام کو صبح شام و سیکھتے رہتے ہو۔

... أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱۳۸)

كَيْا پھر بھی نہیں سمجھتے۔

کیا اس معائنے کے بعد بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اور سوچتے سمجھتے نہیں ہو؟ کہ کس طرح یہ برہاد کر دیجئے گئے؟ ایسا نہ ہو کہ یہی عذاب تم پر بھی آجائے۔

وَإِنَّ يُوسُسَ لِمِنَ الْمُرْسَلِينَ (۱۳۹)

بِتَحْقِيقِ يُونَسِ نبیوں میں سے تھے۔

حضرت یوں کا قصہ سورہ یونس میں بیان ہو چکا ہے۔

بخاری و مسلم میں حدیث ہے:

مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوسُسَ بْنَ مَتَّى
کسی بندے کو یہ لاکن نہیں کروہ کہے میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔

إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفَلَكِ الْمَشْهُونَ (۱۴۰)

جب بھاگ پہنچا بھری کشتی پر۔

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنْ الْمُدْخَضِينَ (۱۴۱)

پھر قرعد اندازی ہوئی یہ مغلوب ہو گئے۔

یہ نام ممکن ہے کہ آپ کی والدہ کا ہوا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ والد کا ہو۔ یہ بھاگ کر مال و اسہاب سے لدی ہوئی کشتی پر سوار ہو گئے۔ وہاں قرعد اندازی ہوئی اور یہ مغلوب ہو گئے۔ کشتی کے چلتے ہی چاروں طرف سے موجودین انجیں اور رخت طوفان آیا۔ یہاں تک کہ سب کو اپنی موت کا اور کشتی کے ذوب جانے کا یقین ہو گیا۔ سب آپس میں کہنے لگے کہ قرعد اوجس کے نام کا قرعد لکھ اس کو سمندر میں ڈال دوتا کہ سب فتح جائیں اور کشتی اس طوفان سے چھوٹ جائے۔

تین دفعہ قرعد اندازی ہوئی اور تینوں مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر حضرت یونسؐ کا ہی نام اکلا۔ اہل کشتی آپ کو اپنی میں بہانا نہیں چاہتے تھے لیکن کیا کرتے ہاڑ بار کی قرعد اندازی پر بھی آپ کا نام ہی نکھرا رہا۔ اور پھر آپ خود کپڑے اتار کر ان لوگوں کے روکنے کے باوجود سمندر میں کوڈ پڑے۔

اس وقت بھر احضری ایک بہت بڑی چھپلی کو جتاب باری تعالیٰ کا فرمان صادر ہوا کہ وہ دریا ڈس کو پیچری آپھاڑتی جائے اور یونس کو نگل جائے لیکن نہ تو ان کا جسم زمین ہوا اور نہ کوئی بڑی ٹوٹے۔ چنانچہ اس چھپلی نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو نگل لیا اور سمندروں میں چلنے پھر نے لگی۔

فَالْتَّقَمَةُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ (۱۴۲)

پھر تو اسے چھپلی نے نگل لیا اور وہ خود اپنے تینیں ملامت کرنے لگ گئے۔

جب حضرت یُسُن پوری طرحِ مچھلی کے پیٹ میں جا پچھے تو آپ کو خیال گزرا کہ میں مر چکا ہوں۔ لیکن جب ہاتھ ہیروں کو حرکت دی اور وہ بیلے جاتے تو زندگی کا یقین کر کے وہیں کھڑا ہے تو کمزاز شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کرائے پر درگار! میں نے تیرے لئے اس جگہ مسجد بنائی ہے جہاں کوئی نہ پہنچا ہو گا۔ تین دن یا سات دن یا چالیس دن یا ایک دن سے سے بھی کچھ کم یا صرف ایک رات تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔

فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ (۱۴۳)

پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو

لَلْبَثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ (۱۴۴)

مردے جلاعے (زندہ کئے) جا میں اس دن تک اسکے پیٹ میں ہی رہتا۔

اگر یہ ہماری پاکیزگی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے، یعنی جب کفرانی اور کشاوگی اور امن و امان کی حالت میں تھے اس وقت انکی بیکیاں اگر نہ ہوتیں۔

ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے:

تَعْرَفَ إِلَى اللَّهِ فِي الرَّخَاءِ، يَعْرُفُكَ فِي الشَّدَّةِ

آرام و راحت کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تو وہ سختی اور بے چینی کے وقت تمہاری مدد کرے گا۔

یعنی کہا گیا ہے کہ اگر یہ پابند نماز نہ ہوتے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے اگر مچھلی کے پیٹ میں نماز نہ پڑھتے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر یہ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِلَّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (21:87)

کے ساتھ ہماری سختی نہ کرے۔

چنانچہ قرآن کریم کی اور آیتوں میں ہے کہ اس نے اندھروں میں یہی کلمات کہے اور ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی اسے غم سے نجات دی۔ اور اسی طرح ہم منموں کو نجات دیتے ہیں۔

ابن ابی حاتمؓ کی ایک حدیث میں ہے:

إِنَّ يُوْسُنَ النَّبِيَّ حِينَ بَدَأَ اللَّهُ أَنْ يَذْعُوَ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ فَقَالَ:

اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِلَّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ،

حضرت یُسُنؓ نے جب مچھلی کے پیٹ میں ان کلمات کو کہا

اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِلَّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ،

فَأَقْبَلَتِ الدَّعْوَةُ تَحْفُّ بِالْعَرْشِ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ:

يَا رَبَّ هَذَا صَوْتٌ ضَعِيفٌ مَعْرُوفٌ مِنْ بَلَادِ بَعِيدَةِ غَرِيبَةٍ

تو یہ دعا عرشِ الہی کے اروگر دھندا نے لگی اور فرشتوں نے کہا اُنہیں! یہ آواز تو کہیں بہت ہی دور کی ہے، لیکن اس آواز سے ہمارے کان آشنا ضرور ہیں۔

فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَمَا تَعْرِفُونَ ذَلِكَ؟

فَأَلَوْا: يَا رَبَّ وَمَنْ هُوَ؟

فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: عَبْدِي يُوسُفُ،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب بھی پہچان لیا یہ کس کی آواز ہے؟

انہیں نے کہا نہیں پہچانا۔

فرمایا یہ میرے بندے یوسف کی آواز ہے۔

فَأَلَوْا: عَبْدُكَ يُوسُفُ الَّذِي لَمْ يَرْلَمْ يُرْفَعُ لَهُ عَمَلٌ مُتَقَبِّلٌ وَدَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ؟

فَأَلَوْا: يَا رَبَّ أُولَا تَرْحُمْ مَا كَانَ يَصْنَعُ فِي الرَّخَاءِ فَلَذِحَيَةٌ فِي الْبَلَاءِ،

فرشتوں نے کہا وہی یوسف جن کے نیک اعمال اور مقبول و عامیں نہیں آسمان پر چڑھتی رہتی ہیں؟ اے اللہ ان پر تو ضرور رحم فرمائیں کی دعا قبول فرمائے وہ تو ۲۳ سالیوں میں بھی تیرانام لیا کرتے تھے ان کو بلا نے نجات دے۔

قَالَ: بَلَى،

فَأَمَرَ الْحُوتَ قَطْرَحَةً بِالْعَرَاءِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا باس میں اسے نجات دوں گا۔ چنانچہ پھر جملی کو حکم ہوا کہ میدان میں حضرت یوسف کو اگلے دے۔

فَبَدَنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ (۱۴۵)

پس اسے ہم نے چیل میدان میں ڈال دیا اور وہ اس وقت یہاں تھا۔

وَأَبَثَتَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينِ (۱۴۶)

اور اس پر سایہ کرنے والا کدو کی قسم کا ایک درخت ہم نے اگا دیا۔

جب پھر جملی نے حضرت یوسف کو میدان میں اگل دیا اور وہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی ٹھنڈی اور کمزوری اور پیاری کی وجہ سے چھاؤں کے لئے کدو کی بیل اگا دی اور ایک جنگلی بکری کو منتر کر دیا جو صحیح شام ان کے پاس آ جاتی تھی اور یہ اس کا دودھ پی لیا کرتے تھے۔
یقطین کدو کی بیل کو بھی کہتے ہیں اور ہر اس درخت کو جس کا تانہ ہو یعنی بیل ہو، اور اس درخت کو بھی جس کی عمر ایک سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔

کدو میں بہت سے فوائد ہیں یہ بہت جلد اگتا اور بڑھتا ہے اس کے پتوں کا سایہ گھن دار اور فرحت بخش ہوتا ہے کیونکہ وہ بڑے بڑے ہوتے ہیں اور اس کے پاس مکھیاں نہیں آتیں اور یہ غذا کا کام دے جاتا ہے اور جملے اور گودے سمیت کھایا جاتا ہے۔

صحیح حدیث میں ہے:

۲) خضرتؐ کو کدو یعنی گھیا بہت پسند تھا اور برلن میں سے چون چون کرائے کھاتے تھے۔

وَأَرْسَلَنَا إِلَى مِئَةٍ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ (۱۴۷)

اور ہم نے اسے ایک لاکھ بلکہ اور زیادہ ۲ دیسیوں کی طرف بھیجا۔

پھر انہیں ایک لاکھ بلکہ زیادہ ۲ دیسیوں کی طرف رسالت کے ساتھ بھیجا گیا۔ یہاں **او** بلکہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور وہ ایک لاکھ تھیں ہزار یا اس سے بھی کچھ اور پر یا ایک لاکھ چالیس ہزار سے بھی زیادہ۔ یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ انسانی املازہ ایک لاکھ سے زیادہ ہی زیادہ کا تھا۔ اور یہی مسئلہ ان کا **۲ آیت اور اشد قسوة** (۲:۷۴) اور **آیت اور شد خشیة** (۴:۷۷) اور **ادنی** (۵۳:۹) میں ہے۔ یعنی اس سے کم نہیں اس سے زائد ہی۔

فَامْلَأُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينَ (۱۴۸)

پس وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں ایک زمانے تک عیش و عشرت دی۔

پس قوم یوں سب کی سب مسلمان ہو گئی، حضرت یونسؐ کی احمد ریت کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے لائے۔

ہم نے بھی ان کے مقررہ وقت یعنی موت کی گھری تک دنیوی فائدے دیئے۔ اور آیت میں ہے:

**فَلَوْلَا كَانَتْ قُرْيَةً ءَامَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمٌ يُؤْسَرُ لَمَّا ءَامَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخَزْنِ فِي
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينَ (۱۰:۹۸)**

کسی بھتی کے ایمان نے انہیں (عذاب ۲ کچنے کے بعد) فتح نہیں دیا سو اے قوم یوں کے۔ وہ جب ایمان لائے تو ہم نے ان پر سے عذاب ہٹایے اور انہیں ایک میعادِ محیں تک بہرہ مند کیا۔

مشرکوں کا کہنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں:

فَاسْتَفْتِهِمُ أَرْبَكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَئُونَ (۱۴۹)

ان سے دریافت تو کر کہ کیا تیرے رب تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مشرکوں کی یہ قویٰ بیان فرمادا ہے کہ اپنے لئے تو لوکے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے لوکیاں مقرر کرتے ہیں۔ اگر لوکی ہونے کی خبر پائیں تو چھرے سیاہ پڑ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی لوکیاں ثابت کرتے ہیں۔ پس فرماتا ہے کہ ان سے پوچھو تو سہی کہ یہ تقسیم کیسی ہے کہ تمہارے لئے لوکے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لئے لوکیاں ہوں۔

أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَّا وَهُمْ شَاهِدُونَ (۱۵۰)

یا یہ اس وقت موجود تھے جب کہ ہم نے فرشتوں کو منورت پیدا کیا؟

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ فرشتوں کو لے کیاں کس ثبوت پر کہتے ہیں؟ کیا ان کی پیدائش کے وقت وہ موجود تھے۔ قرآن کی اور آیت میں فرمایا،

وَجَلَّوْا الْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ هُمْ عَبَادُ الرَّحْمَنِ إِنَّا أَشَهَدُوا لِخَلْقِهِمْ سُكْنَىٰ شَهَدَتِهِمْ وَيَسْتَأْنِونَ (۴۳:۱۹)

انہوں نے اللہ تعالیٰ رحمن کے عبادت گزار فرشتوں کو عورتیں قرار دے لیا۔ کیا انکی پیدائش کے موقع پر یہ موجود تھے؟ ان کی یہ کوئی لکھی جائے گی اور ان سے اس چیز کی بارپر س کی جائے گی۔

أَلَا إِنَّهُمْ مَنْ إِفْكَاهُمْ لَيَقُولُونَ (۱۵۱)

۲ گاہ رہو! کہ یہ لوگ صرف اپنی افترا پرواہی سے کہر رہے ہو۔

وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (۱۵۲)

کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ یقیناً یہ محض جھوٹے ہیں۔

درachiل یہ قول ان کا محض جھوٹ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اولاد ہے۔ وہ اولاد سے پاک ہے۔

پس ان لوگوں کے تین جھوٹ اور تین کفر ہوئے۔

۱۔ اول تو یہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے

۲۔ اور دوسرا یہ کہ اولاد بھی لے کیاں

۳۔ تیسرا یہ کہ خود فرشتوں کی عبادت شروع کر دی۔

أَصْنَطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ (۱۵۳)

کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بنیوں کو بنیوں پر ترجیح دی؟

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ ۲ خرکس چیز نے اللہ تعالیٰ کو مجہور کیا کہ اس نے لڑکے تو لئے نہیں اور لڑکیاں اپنی ذات کے لئے پسند فرمائیں۔ جیسے اور آیت میں ہے:

أَفَاصْنَفْتُمْ رَبِّكُمْ بِالْبَنِينَ وَأَنْثَدَ مِنَ الْمَلَائِكَةَ إِنَّا إِنَّمَا إِنْكِمْ لِنَفْلُونَ فَوْلًا عَظِيمًا (۱۷:۴۰)

تمہیں تو لوگوں سے نوازے اور فرشتوں کو اپنی لڑکیاں ہنائے یہ تو تمہاری نہایت درجہ کی لغویات ہے۔

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (۱۵۴)

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ کیسے حکم لگاتے پھرتے ہو۔

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (۱۵۵)

کیا تم اس قدر بھی نہیں سمجھتے؟

یہاں فرمایا کیا تمہیں عقل نہیں جو ایسی دو راز قیاس با نہیں ہاتے ہو تو تم سمجھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا کیسا برآ ہے؟

أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِينٌ (۱۵۶)

تمہارے پاس اس کی کوئی صاف دلیل ہے۔

فَأُتُوا بِكِتابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۱۵۷)

تو جاؤ اگرچہ ہو تو اپنی ہی کتاب لے آؤ۔

اچھا اگر کوئی دلیل تمہارے پاس ہو تو لا اسی کو پیش کرو یا اگر کسی ۲ سالی کتاب سے تمہارے اس قول کی سند ہو اور تم چچے ہو تو لا اسی کو سامنے لے آؤ! یہ قوایں لپڑا رضول بات ہے جس کی کوئی عقلی یا لاقعی دلیل ہو یہ نہیں سکتی۔

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسْبًا

ان لوگوں نے تو اللہ کے اور جنات کے درمیان بھی قرابت داری ظہرا تی ہے۔

وَلَقَدْ عِلِّمْتِ الْجَنَّةَ إِنَّهُمْ لِمُخْضَرُونَ (۱۵۸)

اور حالانکہ خود جنات یقین رکھتے ہیں کہ اس عقیدے کے لوگ عذابوں کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

اور اتنے ہی پر بس نہ کیا بلکہ جنات میں اور اللہ تعالیٰ میں بھی رشتہ داری قائم کر دی۔ مشرکوں کے اس قول پر کفر شتہ اللہ تعالیٰ کی لاکیاں ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے سوال کیا کہ پھر ان کی ماں کیسیں کون؟ تو انہوں نے کہا جن سرداروں کی لاکیاں۔ حالانکہ خود جنات کو اس کا علم اور یقین کو ہے کہ اس قول کے قائل قیامت کے دن عذابوں میں جتنا کئے جائیں گے۔ ان میں بعض دشمنان اللہ تو یہاں تک کم عقلی کرتے تھے کہ شیطان بھی اللہ تعالیٰ کا بھائی ہے، نعمہ بالله۔

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصْفَوْنَ (۱۵۹)

جو کچھ یہ کچھ بیان کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بالکل پاک ہے۔

إِنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلُصِينَ (۱۶۰)

ہاں اللہ تعالیٰ کے خاص بندے۔

اللہ تعالیٰ اس سے بہت پاک منزہ اور بالکل دور ہے جو یہ مشرک اس کی ذات پر تہمت لگاتے ہیں اور جھوٹے بہتان باندھتے ہیں۔

اس کے بعد کا استثناء منقطع ہے اور ہے یہ ثابت سے، مگر اس صورت میں کہ **صَفَوْنَ** کی ضمیر کا مرتعن تمام لوگ قرار دیجے جائیں۔ پس ان میں سے ان لوگوں کو لوگ کر لیا جو حق کے ماتحت ہیں اور تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ (۱۶۱)

یقین مانو کہ تم سب اور تمہارے معبدوں ان باطل،

مَا أَنْثُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنَينَ (۱۶۲)

کسی ایک کو بھی بہکانہیں سکتے،

إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ (۱۶۳)

بجز اس کے جود و رُثیٰ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرکوں سے فرم رہا ہے کہ تمہاری گمراہی اور کفر اور شرک کی تعلیم وہی قبول کریں گے جو جہنم کے لئے ہی پیدا کئے گئے ہوں۔ جیسے اور جگد فرمایا:

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَقْهِمُونَ بَهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبَصِّرُونَ بَهَا وَلَهُمْ ءَذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بَهَا وَلَذِكَ كَالْأَنْعَمْ
بَلْ هُمْ أَضَلُّ وَلَذِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (79:179)

جو عقل سے خالی کانوں سے بہرے اور آنکھوں کے اندر ہے ہوں۔ جوش چوپا یوں کے بلکہ ان سے بھی بذر جہا بذر ہوں۔

جیسے اور جگد فرمایا ہے:

إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُخْتَلِفٍ

يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أَفَاكَ (۹-۵۱:۸)

اس سے وہی باز رکھا جاتا ہے جو پھیر دیا گیا ہو۔

یعنی اس سے وہی گمراہ ہو سکتے ہیں جو دماغ سے خالی اور باطل کے شیدائی ہوں۔

وَمَا مِنَ إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ (۱۶۴)

(فرشتوں کا قول ہے کہ) ہم میں سے توہراً ایک کی جگہ مقرر ہے۔

زان بعد فرشتوں کی برآٹ اور اگلی تسلیم و رضا ایمان و اطاعت کا ذکر فرمایا کہ وہ خود کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے ایک مقرر جگد اور ایک مقام عبادت مخصوص ہے؛ جس سے نہ ہم ہوتے کہتے ہیں نہ اس میں کمی بیشی کر سکتے ہیں۔

حسوگ کا فرمان ہے:

آسمان چرچا رہا ہے اور واقعی اسے چرچانا بھی چاہئے۔ اس میں ایک قدم رکھنے کی بھی جگد باقی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتوں کو عُسجدے میں مصروف نہ ہو۔

پھر آپ نے ان تینوں آیتوں کی تلاوت کی۔

ابن سعو فرماتے ہیں کہ ایک باشنا بھر جگہ آسمانوں میں ایسی نبیں جاں پر کسی نہ کسی فرشتے کے قدم یا پیشانی نہ ہو۔ حضرت قادہ فرماتے ہیں پہلے تو مرد اور عورت ایک ساتھ نماز پڑھتے تھے لیکن اس آیت کے بعد مردوں کو ۲ گے بڑھا دیا گیا اور عورتوں کو پچھے کرو دیا گیا۔

وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ (۱۶۵)

اور ہم تو بندگی اللہ تعالیٰ میں صرف بست کھڑے ہیں۔

اور ہم سب فرشتے صرف بست اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے ہیں۔ آیت **والصفت صفا** (۳۷: ۱) کی تفسیر میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

ولید بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے تک نماز کی صفائی نہیں تھیں پھر صفائی مقرر ہو گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امامت کے بعد لوگوں کی طرف من کر کے فرماتے تھے کہ صفائی پورے طور درست کرو اور یہ کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم سے بھی فرشتوں کی طرح صرف بندی چاہتا ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں **وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ** ۔ فلاں! ۲ گے بڑھا اور اے فلاں پیچھے ہٹ۔ پھر ۲ گے بڑھ کر نماز شروع کرتے۔ ابی اہن حاتم

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں:

فُضَّلَنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ:

- **جُعْلْتُ صُوفُقًا كَصُوفِ الْمَلَائِكَةِ،**
- **وَجَعْلْتُ لَنَا الْأَرْضَ مَسْجِدًا،**
- **وَثُرَبْتُهَا طَهُورًا**

ہم کو تین فضیلتیں ایسی وی گئی ہیں جن میں اور کوئی ہمارے ساتھ نہیں۔

ہماری صفائی فرشتوں جیسی بنائی گئی ہیں۔

ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنائی گئی ہے۔

ہمارے لئے زمین کی مٹی پاک کرنے والی بنائی گئی۔

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبَّحُونَ (۱۶۶)

اور اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔

ہم اللہ کی تسبیح اور پاکی بیان کرنے والے ہیں

اس کی بزرگی اور بڑائی بیان کرتے ہیں۔

تمام نقاصوں سے اسے پاک مانتے ہیں۔

سب فرشتے اس کے غلام ہیں اس کے محتاج ہیں اس کے سامنے اپنی بھتی اور عاجزی کا انکھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ تینوں اوصاف فرشتوں کے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ سچ کرنے والوں سے مراد نہ مار پڑھنے والے ہیں۔
اور آیت میں ہے:

وَقَالُوا أَتَخْدُ الرَّحْمَنَ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادُ مُكَرَّمُونَ
لَا يَسْبُوْنَهُ بِالْفَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفُهُمْ وَلَا يَسْقُفُونَ إِلَّا لِمَنْ أَرْتَضَى وَهُمْ مِنْ خَشِّيَّهِ مُسْفَقُونَ
وَمَنْ يَقُلُّ مِنْهُمْ إِنَّى إِلَهُ مِنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيَهُ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِيَ الظَّالِمِينَ (26:21-29)

کفار نے کہا اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ البتہ فرشتے اس کے محروم بندے ہیں اس کے فرمان سے آگئے نہیں بڑھتے۔ اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ان کا آگاہی پہنچانا بخوبی جانتا ہے۔ ان میں سے جو اپنے آپ کو لا اتنی عبادت کہے، ہم اسے جہنم میں جھوک دیں۔ ظالموں کی سزا ہمارے ہاں بھی ہے۔

نبی ان کے پاس آئیں اس سے پہلے تو یہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی آتا جو ہمیں راہِ اللہ کی تعلیم دیتا اور ہمارے سامنے اگلے لوگوں کے واقعات بطور صحیح پیش کرتا اور ہمارے پاس کتاب اللہ لے آتا تو یقیناً ہم تلاص مسلمان بن جاتے، جیسے اور آیت میں ہے:

وَأَفْسَمُوا بِاللَّهِ جَهَنَّمَ أَيْنَهُمْ نَذِيرٌ لَّيْكُونُنَّ أَهْدَى مِنْ إِحْدَى الْأَمَمِ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادُهُمْ إِلَّا نُثُورًا (35:42)

بڑی پیٹتی تھیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کا نبی ہماری موجودگی میں آجائے تو ہم اطاعت قبول کر لیں گے اور اہدایت کی طرف سب سے پہلے دوزیں گے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے نبی آگئے تو بھاگ کھڑے ہوئے۔

اور آیت میں فرمایا:

أَن تَقُولُوا إِنَّمَا أَنْزَلَ الْكِتَابَ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَإِنْ كُلَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ

أوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْكِتَابَ لَكُلَّا أَهْدَى مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيْنَهُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةً
فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَدَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَّفَ عَنْهَا سَجْزِيَ الَّذِينَ يَصْنُدُفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ العَذَابِ
بِمَا كَانُوا يَصْنُدُفُونَ (156:6-157)

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ (۱۶۷)

کفار تو کہا کرتے تھے۔

لَوْ أَنَّ عَنْدَنَا ذُكْرًا مِّنْ الْأُولَئِينَ (۱۶۸)

کہ اگر ہمارے سامنے اگلے لوگوں کے واقعات ہوتے

لَكُلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ (۱۶۹)

تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے چیزوں بندے ہیں جاتے۔

پس یہاں فرمایا کہ جب تم ناپوری ہوئی تو کفر کرنے لگے۔

فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (۱۷۰)

لیکن پھر اس قرآن کے ساتھ کفر کر گئے پس اب عنقریب جان لیں گے۔

اب انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے کا اور نبی کو جھٹانے کا کیا نتیجہ لھتا ہے۔

اللہ کا لشکر ہمیشہ غالب رہے گا:

وَلَقْدْ سَبَقْتُ كَلِمَتَنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ (۱۷۱)

البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لئے صادر ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم تو انگلی ستاروں میں بھی لکھا ہے یہیں پہلے نبیوں کی زبانی بھی دنیا کو سنائچے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں ہمارے رسول اور ان کے تابع داروں ہی کا انجام ہبھتر ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا:

كَتَبَ اللَّهُ لِأَغْلِبِنَّ أَنَّا وَرُسُلُنَا إِنَّ اللَّهَ فَوْزُ عَزِيزٍ (۵۸:۲۱)

اللہ تعالیٰ کہہ چکا ہے کہ پیشک میں اور سیر پیغمبر غالب رہیں گے۔

اور فرمایا:

إِنَّا لَنَصْرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ ءَامَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَدُ (۴۰:۵۱)

سیر رسول اور ایماندار ہی دلوں جہاں میں غالب رہیں گے۔

إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ (۱۷۲)

کوہ مظفر و منصور ہوں گے۔

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (۱۷۳)

اور ہمارا ہی لشکر غالب اور برتر ہے گا۔

فَتُولَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينَ (۱۷۴)

اب تو کچھ دلوں تک ان سے منہ پھیر لے۔

یہاں بھی یہی فرمایا کہ رسولوں سے ہمارا وعدہ ہو چکا ہے کہ وہ منصور ہیں۔ ہم خود ان کی مدد کریں گے۔ دیکھتے چاہیے آؤ کہ ان کے دشمن کسی طرح خاک میں ملا دیجے گئے؟ یا درکھو ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا انجام کاران ہی کے ہاتھ رہے گا۔ تو ایک وقت مقرر تک صبر و استقامت سے ان کا معاملہ دیکھتا رہا ان کی ایذا ارسانی پر صبر کر ہم تجھے ان سب پر غالب کر دیں گے۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ یہی ہوا۔

وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ (۱۷۵)

اور انہیں دیکھتا رہا اور یہ بھی آگے چل کر دیکھ لیں گے۔

نیز تو انہیں دیکھتا رہ کر کس طرح اللہ تعالیٰ کی پکڑ ان پر نازل ہوتی ہے۔ اور کس طرح یہ ذلت و توبین کے ساتھ پکڑ لئے جاتے ہیں۔ یہ خود ان تمام رسائیوں کو ابھی ابھی دیکھ لیں گے۔

أَفَبَعْدَ أَبْنَا يَسْتَعْجِلُونَ (۱۷۶)

کیا یہ ہمارے عذابوں کی جلدی مبارہ ہے ہیں۔

تعجب ساتھ بھی ہے کہ یہ باوجود طرح طرح کے چھوٹے چھوٹے عذابوں کی گرفت کے ابھی تک بڑے عذاب کو محال جانتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ کب آئے گا؟

فَإِذَا نَزَّلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَّاحُ الْمُنْذَرِينَ (۱۷۷)

سنو جب ہمارا عذاب ان کے میدانوں میں اترائے گا اس وقت ان کی جن کو متنبہ کرو یا گیا تھا بڑی بری صحیح ہوگی۔

پس انہیں جواب ملتا ہے کہ جب عذاب ان کے میدانوں میں مخلوں میں انگنانیوں میں آئے گا وہ دن ان پر بڑا ہی بھاری دن ہو گا۔ ہلاک و بر باد کردیجے جائیں گے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبیر کے میدانوں میں حضورؐ کا انکشیر صحیح کفار کی بے خبری میں پہنچ گیا۔ وہ لوگ حسب عادت اپنے کھیتوں کے آلات لے کر شہر سے نکلے اور اس رہائی فوج کو دیکھ کر بھاگے اور شہر والوں کو خبر کی اس وقت آپؐ نے سبی فرمایا:

الله أَكْبَرُ، خَرَبَتْ حَيَّيْرُ، إِنَّا إِذَا نَزَّلْنَا بِسَاحَةَ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَّاحُ الْمُنْذَرِينَ

اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے نبیر خراب ہوا۔ ہم جب کسی قوم کے میدانوں میں اترائے ہیں اس وقت ان کی درگست ہوتی ہے۔

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حَيْنَ (۱۷۸)

تو کچھ وقت تک ان کا خیال چھوڑ دے۔

وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبَصِّرُونَ (۱۷۹)

اور دیکھتا رہ یہ بھی ابھی دیکھ لیں گے۔

پھر دوبارہ پہلے حکم کی تاکید کی کہ تو ان سے ایک مدت میں تک کے لئے بے پرواہ ہو جا اور انہیں چھوڑ دے اور دیکھتا رہ یہ بھی دیکھ لیں گے۔

حمد اللہ کی اور سلام پیغمبروں پر:

سُبْحَانَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ (۱۸۰)

پاک ہے تیرارب! جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے جو مشرک بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے اپنی برآت بیان فرماتا ہے جو شرکیں اس کی طرف منسوب کرتے تھے یعنی اولاد شریک وغیرہ۔ وہ بہت بڑی اور لازوال عزت والا ہے ان جھوٹے اور فرمی لوگوں کے بہتان سے وہ پاک اور منزہ ہے۔

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ (۱۸۱)

پیغمبروں پر سلام ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۱۸۲)

اور سب طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر سلام ہے۔ اس لئے کہ ان کی تمام باتیں ان عیوب سے سالم ہیں جو مشرکوں کی باتوں میں موجود ہیں۔ بلکہ نبیوں کی باتیں اور جو اوصاف و ذاتِ الہی کے بیان کرتے ہیں سب صحیح اور برق ہیں۔

اسی کی ذات کے لئے تمام حمد و شکر اور بہدوں اور ارجاء خرست میں ابتداء اور انتہا وہی سزاوار تعریف ہے ہر حال میں قابل حمد وی ہے۔

صحیح سے ہر طرح کے نقصان کی اس ذات پاک سے دوری ثابت ہوتی ہے تو لازم ہے کہ ہر طرح کے کمالات اس کی ذات واحد میں ہوں اسی کو صاحف افظوں میں حمد سے سے ثابت کیا تاکہ نقصانات کی لغوی اور کمالات کا اثبات ہو جائے۔ ایسے ہی قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں صحیح اور حمد کا ایک ساتھ بیان ہوا ہے۔

حضرت قادہؓ سے مردی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

تم جب مجھ پر سلام بھیجنو اور نبیوں پر بھی سلام بھیجنو کیونکہ میں بھی مجدد اور نبیوں کے ایک نبی ہی ہوں۔ این ابی حاتم این ابی حاتم میں ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ بھر پور پیلانے سے ناپ کراجر پائے تو وہ جس کسی مجلس میں ہو وہاں سے اختحان ہوئے یہ نبیوں آئین پڑھ لے۔

طریقی کی حدیث میں ہے جو شخص ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ ان نبیوں آیتوں کی تلاوت کرے اسے بھر پور اجر پورے پیلانے سے ناپ کر لے کا۔

مجلس کے کفار سے کے بارے میں بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ یہ پڑھے:

سَبَّحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اسْتَغْفِرُكَ وَ اتُوبُ إِلَيْكَ

